Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم　نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم　وَعَلٰی عَبدِہِ المَسِیحِ المَوعُود

وَلَقَد نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدرٍ وَّاَنتُم اَذِلَّۃٌ

جلد 61

شمارہ 25

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

30 رجب 1433 ہجری قمری۔ 21 ہجرت 1391 ہش 21 جون 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس و بارک لنا فی عمرہ و امرہ۔

قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کے پانچ زبردست ثبوت

ارشادات حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ یونس کی آیت نمبر 38 ما کان ھذا القرآن ان یفتریٰ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس آیت میں پانچ زبردست ثبوت قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کے متعلق دیئے ہیں۔

اول ثبوت یہ دیا ہے کہ یہ کتاب ایسے مضامین پر مشتمل ہے جو بندہ اپنے طور پر معلوم ہی نہیں کرسکتا۔ صرف خدا تعالیٰ ہی بتا سکتا ہے۔ کیونکہ فرمایا کہ یہ قرآن خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر بنایا ہی نہ جا سکتا تھا۔ جس سے صاف اشارہ کر دیا کہ اس میں وہ مضامین ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ان امور میں سے جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایک امورِ غیبیہ ہیں یعنی آئندہ زمانہ کی پیشگوئیاں۔ چنانچہ اسی سورۃ میں ہے فقل انما الغیب للہ تو کہہ دے کہ غیب کا علم صرف اللہ کو ہے۔ پس جو کلام ایسے امور پر مشتمل ہو جسے خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا اس کے منجانب اللہ ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔

تعجب ہے کہ اس حصہ آیت پر ریورنڈ ویری نے بحوالہ برنکمینز نوٹس آن اسلام اپنی تفسیر میں اعتراض کیا ہے کہ یہ بے دلیل دعویٰ ہے صرف یہ کہہ دیا ہے کہ یہ قرآن خدا کے سوا کوئی نہیں بنا سکتا تھا۔ اور یہ نہیں بتایا کہ کیوں۔ مجھے افسوس ہے کہ ریورنڈ ویری زبان کی ان باریک خوبیوں کے علم سے بالکل محروم ہیں جن کے بغیر کوئی زبان زبان کہلانے کی مستحق ہی نہیں ہوسکتی۔ اور خصوصاً عربی زبان تو اس کمال میں خصوصیت رکھتی ہے کہ وہ تھوڑے الفاظ میں زیادہ مضمون بیان کر دیتی ہے۔

اس آیت میں ھذا کا لفظ اس دعویٰ کو واضح کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ قرآن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں بنا سکتا تھا۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اس قرآن کو حالانکہ قرآن ایک ہی کتاب ہے دو کتابوں کا نام قرآن نہیں کہ ''اس'' کے لفظ کے لانے کی ضرورت ہوتی۔ ''اس'' کا لفظ اس اشارہ کے لئے لایا گیا ہے کہ یہ کتاب اپنے مطالب کے لحاظ سے اس قدر بلند ہے کہ اسے کوئی انسان بنا ہی نہیں سکتا۔ اور یہ فقرہ بے دلیل نہیں ہے بلکہ دلیل پر مشتمل ہے اور اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ اس کے اندر بعض باتیں ایسی ہیں جو صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آسکتی ہیں۔ اور قرآن کریم کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ باتیں کون سی ہیں۔ پس انہی باتوں کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ ہر زبان میں اس قسم کے جملے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً اردو میں بھی اس قسم کے فقرے بولے جاتے ہیں۔ کہ کیا یہ شخص جھوٹا ہوسکتا ہے یا کیا یہ بات غلط ہوسکتی ہے۔ اور کوئی عقلمند ایسا نہ ہوگا جو یہ کہے کہ یہ فقرہ بے دلیل ہے کیونکہ ایسے فقروں کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ان کی بعض مشہور عام خوبیاں جن کے خاص طور پر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہر شخص انہیں جانتا ہے ایسی ہیں کہ انہیں مدنظر رکھتے ہوئے ممکن نہیں کہ وہ شخص جھوٹا ہو یا وہ بات غلط ہو۔ صرف ''اس'' کے لفظ سے یہ سب مضمون پیدا کرلیا جاتا ہے۔ غرض ھذا کا لفظ اس آیت کے مطلب کو بالکل واضح کر دیتا ہے۔ مگر بعض مسیحی مشنری بغیر عربی زبان کی باریکیوں سے واقف ہونے کے قلم اٹھا لیتے ہیں اور خود بھی غلطیوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان ناواقف لوگوں کو بھی مبتلا کرتے ہیں جو ان پر اعتبار کرتے ہیں۔ کاش کہ وہ بعض غیر متعصب مستشرقین سے ہی مشورہ کرلیا کرتے۔

دوسری دلیل قرآن کریم کے کامل روحانی ہدایت نامہ ہونے کی یہ دی ہے کہ جس طرح اس کی اپنی پیشگوئیاں اس کے من دون اللہ ہونے کے خیال کو غلط ثابت کرتی ہیں اسی طرح پہلے انبیاء کی پیشگوئیاں بھی اس خیال کو غلط ثابت کرتی ہیں کیونکہ پہلے انبیاء کا کلام بھی اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس میں بھی اس کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ اگر اسے تسلیم نہ کرو گے تو سب انبیاء کو جھوٹا قرار دینا ہوگا کیونکہ ان کی وہ پیشگوئیاں جو اس کے متعلق ہیں غلط تسلیم کرنی ہوں گی۔

قرآن کریم کا یہ طریق ہے کہ بجائے پہلوں کو پچھلوں کا مصدق قرار دینے کے پچھلوں کو پہلوں کا مصدق قرار دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح حضرت یحییٰ وغیرہم انبیاء کی نسبت اسی رنگ میں اس نے ذکر کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ گو پہلوں کی پیشگوئیاں پیچھے آنے والوں کی نسبت ہوتی ہیں مگر بعد میں آنے والے انبیاء ان پیشگوئیوں کو پورا کر کے پہلے انبیاء کی صداقت پر مہر لگاتے ہیں۔ اس حقیقت کے بیان کرنے کا بہترین طریق وہی ہے جو قرآن کریم نے اختیار کیا ہے۔ کیونکہ یہ کہنا کہ اس نبی کے یا اس کلام کے پہلے انبیاء مصدق ہیں اس قدر مؤثر نہیں ہوسکتا جس قدر یہ کہنا کہ اس کلام کے ذریعہ سے ہی پہلے نبی کی تصدیق ہوتی ہے۔ ورنہ اسے جھوٹا ماننا پڑتا ہے اس دلیل کے آگے پہلے انبیاء کے اتباع کو فوراً دبنا پڑتا ہے۔

مسیحی مشنریوں نے اس قسم کی آیات سے ایک انوکھا استدلال کیا ہے اور وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ قرآن کریم موجودہ توراۃ و انجیل کو انسانی دستبرد سے پاک قرار دیتا ہے۔ حالانکہ یہ کہنا کہ یہ کلام پہلے کلام کا مصدق ہے صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ اب تک محفوظ بھی ہے ایک ایسا نتیجہ ہے جو الفاظ سے زائد ہے اور زائد نتیجہ نکالنا درست نہیں ہوتا۔ قرآن کریم توراۃ اور انجیل کی تحریف کے حوالہ جات سے بھرا ہوا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس پر ایک زبردست شاہد ہے۔ اگر واقعہ میں ان آیات کا وہ مطلب ہوتا جو یہ لوگ بتاتے ہیں تو اس وقت کے مسیحی اور یہودی اس پر اعتراض کرتے لیکن ایسا اعتراض ان کی طرف سے بالکل ثابت نہیں ہے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہود کی کتب میں جو باتیں ہیں ان کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب کرو۔ اگر ان کتب کو غیر محرف سمجھا جاتا تو ان کی تصدیق سے کیوں روکا جاتا۔

باقی رہا یہ کہ قرآن کریم نے ان کتب کا حوالہ دیا ہے سو یہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ وہ کتب محرف نہیں ہیں۔ سب دنیا تاریخی کتب کا حوالہ دیتی ہے اور کوئی عقلمند کسی تاریخی کتاب کو شروع سے آخر تک صحیح نہیں سمجھتا۔ حوالہ سے مراد صرف اس خاص واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے نہ کہ سب کتاب کی۔

تیسری دلیل یہ دی ہے کہ قرآن کریم پہلی کتب کی تفصیل کرتا ہے۔ یہ بھی ایک زبردست ثبوت قرآن کریم کی صداقت کا ہے۔ بغیر قرآن کریم کے مضامین سے مدد لینے کے کوئی پہلی کتاب حل نہیں ہوسکتی۔ توراۃ انجیل، ویدژند، اوستا سب کتب میں توحید، صفات باری کے ظہور، وحی، نبوت، بعد الموت امور اخلاق

(باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

الخیر کلہ فی القرآن

بھلائی سب کی سب قرآن میں ہے (قسط اوّل)

سرورِ کائنات حضرت خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقِ صادق امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ ’’الخیر کلہ فی القرآن ‘‘یعنی بھلائی سب کی سب قرآن مجید میں ہے۔اس الہام میں صاف طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کی نجات اور فلاح کا واحد امن بخش نسخہ قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کی اتباع اور پیروی کی برکت سے ہی یہ دنیا بھلائی اور بہتری کی ضمانت حاصل کرسکتی ہے۔اس الہام میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ امام الزمان کی جماعت یعنی احمدیہ مسلم جماعت کا مستقبل قرآن مجید سے وابستگی میں ہے۔اگر ہم دنیا اور آخرت میں آگے بڑھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے قرآن مجید کو چھوڑ کر اور کوئی راستہ نہیں ہے۔آج دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کی واحد ضامن کتاب ’’قرآن مجید‘‘ ہے اس لئے ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ ہم اس اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید کو خود سمجھیں اور دوسروں کو بھی اس آبِ کوثر سے سیراب کریں۔

تمام سماوی کتب میں قرآن مجید بے شمار استثنائی اور امتیازی خصوصیات کا حامل ہے سب سے بڑی اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس کے متعلق جتنے بھی اعتراضات اور سوالات انسانی ذہن وقلب میں پیدا ہوسکتے ہیں خود قرآن مجید نے ان کا جواب دیا ہے۔اس لحاظ سے قرآن مجید دنیا کی واحد الہامی کتاب ہے۔قرآن مجید اپنی ماہیت اپنی تاریخ اپنے نزول کی کیفیت وغیرہ امور پر خود روشنی ڈالتا ہے اور خود ہی اپنے احکام واوامر کا فلسفہ بیان کرتا ہے۔ذہن میں قرآن مجید کے متعلق کوئی سوال ہو قرآن خود اس کا جواب دیتا ہے۔سوالات اور جوابات پر غور کریں۔قرآن کریم کیا ہے؟اس کے متعلق فرمایا:

ترجمہ: یقینا یہ ایک عزت والا قرآن ہے۔اور ایک چھپی ہوئی کتاب ہے (محفوظ) کوئی اسے چھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔(سورۃ الواقعہ ۵۶ آیت ۷۸۔۸۰)

آگے چل کر قرآن مجید کے متعلق فرمایا:۔

’’یہ قرآن مجید بڑی مشرف اور بزرگ کتاب ہے جو لوح محفوظ میں ہے‘‘(البروج ۲۲۔۲۳)

دوسری جگہ فرمایا:’’اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفاء ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے‘‘

اے انسانو یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت کی بات آچکی ہے اس طرح جو (بیماری) سینوں میں ہے اس کی شفا بھی اور مومنوں کیلئے ہدایت اور رحمت بھی۔ (یونس:۵۸)

’’اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی حجت آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن کردینے والا نور اُتارا ہے‘‘۔(النساء ۱۷۵)

نزول قرآن کے متعلق فرمایا:

’’میں اللہ ہوں میں دیکھتا ہوں یہ کتاب اور کھلے کھلے قرآن کی آیات ہیں‘‘ (الحجر آیت ۲)

پھر فرمایا: قرآن مجید کا نزول اُس ذات پاک کی طرف سے ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔

پیغمبر اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اللہ گواہی دیتا ہے کہ جو اُس نے تیری طرف اُتارا ہے اسے اپنے (قطعی) علم کی بناء پر اُتارا ہے اور فرشتے بھی (یہی) گواہی دیتے ہیں جبکہ بحیثیت گواہ اللہ ہی بہت کافی ہے۔

قرآن مجید نازل کب ہوا فرمایا:۔ ’’یقینا ہم نے اسے قدر کی رات میں اُتارا ہے‘‘(القدر آیت ۳)

نیز فرمایا:’’رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کردینے والے امور ہیں۔(البقرہ:۱۸۶)

نزول قرآن مجید کی کیفیت کیا ہے؟اس کے متعلق فرمایا:

’’تو کہہ دے کہ اسے روح القدس نے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ اُتارا ہے تا کہ وہ اُن لوگوں کو ثبات بخشے جو ایمان لائے اور فرمانبرداروں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہے‘‘ (النحل آیت ۱۰۳)

نیز فرمایا: اور یقینا یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے اُتارا ہوا کلام ہے جسے روح الامین نے اُتارا ہے تیرے دل پر تا کہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو جائے‘‘(الشعرا:۱۹۳۔۱۹۵)

قرآن مجید کس زبان میں نازل ہوا فرمایا:

’’یقینا ہم نے اسے عربی قرآن کے طور پر نازل کیا ہے تا کہ تم عقل کرو‘‘ (یوسف:۳)

نیز فرمایا:’’اس کا نازل کیا جانا رحمان (اور) رحیم کی طرف سے ہے۔یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کھول کھول کر بیان کردی گئی ہیں۔ایک ایسے قرآن کی صورت میں جو نہایت فصیح و بلیغ ہے ان لوگوں کے فائدے کیلئے جو علم رکھتے ہیں‘‘۔ (حم السجدہ:۴۔۳)

مقصد نزول بیان فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

’’اور یہ بہت مبارک کتاب ہے جسے ہم نے اُتارا ہے۔پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔(الانعام آیت ۱۵۶)

پھر فرمایا:’’اور یقینا ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنادیا۔پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟‘‘

(القمر:۳۳)

قرآن مجید میں تحریف نہ ہونے کے بارے میں نیز اس کی حفاظت کے سلسلہ میں فرمان الٰہی ہے۔

’’یقینا ہم نے ہی یہ ذکر اُتارا ہے اور یقینا ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں‘‘(الحجر:۱۰)

قرآن مجید میں شک کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

’’اور اگر تم اس بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اُتارا ہے تو اس جیسی کوئی سورت تو لا کے دکھاؤ اور اپنے سرپرستوں کو بھی بلالاؤ جو اللہ کے سوا (تم نے بنا رکھے) ہیں اگر تم سچے ہو۔(البقرہ:۲۴)

سورہ ہود میں فرمایا:۔

’’وہ کہتے ہیں کہ اس نے افتراء کرلیا ہے تو کہہ دے کہ پھر اس جیسی افتراء کی ہوئی سورتیں تو لاؤ اور اللہ کے سوا جسے پکار سکتے ہو (مدد کے لئے) پکارو اگر تم سچے ہو۔پس اگر وہ تمہیں اس کا مثبت جواب نہ دیں تو جان لو کہ یہ محض اللہ کے علم کے ساتھ اُتارا گیا ہے اور یہ بھی جان لو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔پس کیا تم فرمانبرداری کرنے والے بنو گے (بھی کہ نہیں؟)

بے وجہ اعتراض کرنے والوں کے متعلق فرمایا:

’’پس اگر تم ایسا نہ کرسکو (یعنی قرآن مجید کی مثل نہ لا پاؤ) اور تم ہرگز نہ کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں وہ کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

قرآن مجید کس پر نازل ہوا اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

’’اور میری (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تا کہ میں اس کے ذریعہ سے تمہیں ڈراؤں اور ہر اس شخص کو بھی جس تک یہ پہنچے۔ (الانعام:۲۰)

صاحب قرآن کی بشری حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’تو کہہ دے میں محض تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے‘‘(حم السجدہ:۷)

پھر ایک دوسری جگہ فرمایا:۔ ’’اور اگر وہ (مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کردیتا تو ہم ضرور اُسے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔پھر یقینا ہم اُس کی رگ جان کاٹ ڈالتے اور تم میں سے کوئی ایک بھی اُس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔اور یقیناً یہ متقیوں کیلئے ایک بڑی نصیحت ہے۔

قارئین کرام! جب ہم ان سب مذکورہ قرآنی آیات کے تراجم پر غور کرتے ہیں تو ہم پر واضح ہوتا ہے کہ خالق کائنات نے کس طرح قرآن کریم کی نسبت ایک ایک بات کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے تا کہ قرآن مجید کے وحی الٰہی ہونے پر لوگوں کو کوئی شک وشبہ نہ رہے۔اور ایک طالب تحقیق کا دل مطمئن ہو جائے۔

انشاء اللہ اگلی قسط میں ہم قرآن مجید کی عصر حاضر میں پہلے سے بڑھ کر ضرورت اور قرآنی اوامر ونواہی کی عصر حاضر میں اہمیت پر گفتگو کریں گے۔(جاری)

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

فضائل قرآن مجید

(منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے۔ وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ملائک جسکی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اُس کے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے

بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذاتِ واحد کا
تو پھر کیوں اسقدر دِل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اس پہ قرباں ہے

خطبہ جمعہ

مشکلات و مصائب اور ابتلاؤں کے دوران صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صبر و استقامت اور ثباتِ قدم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مستحکم اور غیر متزلزل ایمان اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و حفاظت اور تائیدات غیبی کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 20/اپریل 2012ء بمطابق 20/شہادت 1391ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 11 مئی 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج بھی میں صحابہ کے کچھ واقعات پیش کروں گا۔جن میں سے سب سے پہلے تو وہ واقعات ہیں جن میں اُن کی ثابت قدمی کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت میاں عبداللہ خان صاحبؓ جنہوں نے بیعت تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں کر لی تھی لیکن آپ کو دیکھا نہیں تھا، وہ بیان کرتے ہیں کہ جس سال تحصیل ظفر وال طاعون پڑی ہے، اُس سال میں پلیگ کلرک مقرر ہو کر سیالکوٹ سے ظفر وال گیا۔صبح کے وقت چوہدری محمد حسین صاحب ساکن تلونڈی عنایت خان نے مجھے کہا کہ کیا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے ہو۔میں نے سائنس کے لحاظ سے کہا کہ نہیں۔میرے دل میں کوئی تعصب کسی قسم کا نہیں تھا۔آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ مسیح آنے والا مَیں ہوں اور مسیح بنی اسرائیل فوت ہو گیا ہے۔میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں حضور کو نبی تسلیم کر کے بیعت کا خط اُسی وقت لکھ دیا۔پھر مَیں ملازمت کے سلسلے میں کراچی اور پھر افریقہ چلا گیا۔میرے والد غیر احمدی تھے۔وہ بیعت کے وقت بالکل مخالف نہیں تھے لیکن علاقے کے وہابیوں میں سر کردہ آدمی تھے۔لوگوں نے اُنہیں اکسایا کہ آپ کا لڑکا مرزائی ہو گیا ہے۔1911ء میں آپ نے مجھے افریقہ میں خط لکھ دیا کہ حضرت صاحب کو میرے الفاظ میں کہو (یعنی جو کچھ انہوں نے لکھوایا تھا) اگر نہیں کہو گے تو میں تم کو اپنی جائیداد سے عاق کر دوں گا۔کہتے ہیں اُس وقت مَیں کینیا میں سلطان حمود سٹیشن پر سٹیشن ماسٹر تھا۔مَیں نے آٹھ دس دن خط اپنے پاس رکھا۔ایک رات کو اپنی بیوی سے عشاء کی نماز کے وقت اس کا ذکر کیا۔بیوی بالکل اَن پڑھ تھی۔اُس نے کہا کہ جب یہ لوگ حضرت صاحب کو مہدی ماننے کے لئے تیار نہیں تو ہم کو برا کہنے کے لئے کیوں کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ہمارا انتظام پہلے ہی کر دیا ہے (یعنی روزی کا بندوبست کر دیا ہے) اس لحاظ سے بھی ہمیں کوئی فکر نہیں۔آپ لکھ دیں کہ ہم ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں۔آپ بیشک ہمیں جائیداد سے عاق کر دیں۔کہتے ہیں مَیں نے ایسا ہی لکھ دیا۔میرے والد صاحب نے جواب دیا کہ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو۔تم ہی میرے وارث ہو۔میں نے لوگوں کے اکسانے سے ایسا لکھ دیا تھا۔میں نے دوبارہ بھی لکھا مگر اُن کا یہی جواب آیا۔میں جب رخصت پر آیا تو کوئی نو بجے کا وقت تھا۔میں اور بھائی محمد حسین صاحب اور بھائی محمد عالم صاحب مرحوم والد صاحب کے ساتھ تبادلہ خیالات کر رہے تھے اور بحث گرما گرم تھی۔میرے والد صاحب نے کہا کہ میں مرزا صاحب کو اُس وقت سے جانتا ہوں جب آپ سیالکوٹ میں ملازم تھے۔میں آپ کو ملا کرتا تھا۔آپ بہت نیک آدمی تھے۔مجھے یاد ہے کہ میرے روبرو ایک مسلمان زمیندار سیالکوٹ کے مشرق کی طرف سے کسی گاؤں کا رہنے والا آپ کے پاس آیا اور مرزا صاحب کو کہنے لگا۔یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہ مرزا جی! میں خیال کرتا ہوں کہ آپ وہ مہدی معلوم ہوتے ہیں جو آنے والا ہے۔اُس وقت مرزا صاحب کی عمر بیس بائیس سال کی تھی اور میری عمر بھی قریباً اتنی ہی تھی۔کہتے ہیں جب میرے والد صاحب کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تو میں نے اپنے والد صاحب سے عرض کیا کہ آپ کے روبرو اس زمیندار کی زبان سے حضرت صاحب کی نسبت ایسے الفاظ نکلنے، یہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے حجت قائم کی ہے۔مگر والد صاحب فرمانے لگے کہ خواہ مرزا صاحب سچے ہوں۔میں نہیں مانوں گا۔اس پر ہم لوگوں نے استغفار پڑھا اور اُٹھ کر چلے گئے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ۔غیر مطبوعہ۔جلد 9 صفحہ 66-65)

پھر ایک روایت ہے حضرت شیخ عبدالرشید صاحب بیان فرماتے ہیں کہ مولوی محمد علی بوپڑی بٹالہ آیا ہوا تھا اور ہمارے مکان میں ہی اُس کی رہائش تھی اور میرے والدین نے مجھے گھر سے نکالا ہوا تھا۔ایک دن مہر رلدو جو میرے والد کا دوست تھا، مجھے ملا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو۔مولوی محمد علی سے بات کرتے ہیں تا کہ ہمیں بھی سمجھ آ جائے کہ آپ کیا کہتے ہیں اور وہ کیا کہتے ہیں؟۔(یعنی مولوی محمد علی جو غیر احمدی تھا اُس کا اور ان کا مقابلہ کرانے لگا۔) چنانچہ ان دنوں میں مجھے بہت جوش تھا۔میں فوراً اُس کے ساتھ مولوی محمد علی کے پاس چلا گیا اور جب اُن کے سامنے ہوا تو مولوی صاحب کہنے لگے۔مہر رلدو! اس کافر کو میرے سامنے کیوں لائے ہو؟ مہر رلدو کو یہ بات ناگوار گزری اور مجھے بھی مگر میں چاہتا تھا کہ اس پر اتمامِ حجت کر دوں اور مہر رلدو نے بھی میری بات کی تائید کی کہ مولوی صاحب اس بچے کو نہیں سمجھا سکتے تو کسی اور مرزائی کو کیا سمجھائیں گے۔(اگر یہ بچہ ہی نہیں آپ سے سمجھ سکتا تو اور کون سمجھے گا۔) چنانچہ اس بات کے کہنے سے اُس نے كَيْفَ أَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمْ والی حدیث پڑھنی شروع کر دی اور خود ہی واعظانہ طور پر اس کی تشریح شروع کر دی۔جب وہ بہت سا وقت لے چکا تو میں نے کہا کہ میری بات بھی سن لو کہ اس حدیث کے الفاظ سے ثابت ہے کہ یہ تاویل طلب ہے اور پھر میں نے اس پر جرح کرنی شروع کر دی۔میری جرح سے وہ تنگ پڑا۔(جو حدیث ہے وہ بخاری کی حدیث بھی ہے، مسلم میں بھی ہے، مسند احمد میں بھی ہے۔حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے۔اس کے الفاظ یہ ہیں كَيْفَ أَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔ اور بعض روایات میں فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ ہے۔یعنی تمہاری کیسی نازک حالت ہو گی جب ابن مریم یعنی مثیل مسیح مبعوث ہو گا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہو گا۔اور جیسا کہ میں نے کہا دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔اسی حدیث کو اُس مولوی نے پیش کیا لیکن میں نے اُس سے کہا کہ تم تشریح غلط کر رہے ہو) اور میں نے آیات مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ، اور پھر اس کے بعد وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ والی آیات پیش کیں اور پھر فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ والی حدیث پڑھی۔(یہ بھی ایک لمبی حدیث ہے) اور اس کی تفسیر ذرا وضاحت سے بیان کی تو وہ بہت پریشان ہوا اور غیظ و غضب میں بھر گیا اور مہر رلدو کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ میں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ اس نے سیدھا نہیں ہونا۔یہ مرزائی بڑے سخت اور بے ادب ہوتے ہیں اور میں کوئی بات اور بیان نہیں کروں گا۔چنانچہ مہر رلدو بھی بہت شرمندہ سا ہوا اور اُس کے چہرہ سے شرمندگی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔کیونکہ اس مولوی سے کوئی معقول جواب اور مجھے پوری تبلیغ نہ پہنچی۔خیر ہم اُٹھ کر چلے آئے اور میرے والد صاحب کے سامنے مہر رلدو نے بیان کیا کہ مولوی محمد علی، عبدالرشید کو پورے طور پر سمجھا نہیں سکا اور مولوی صاحب غصے میں بھر گئے تھے۔بچہ ہے۔سمجھ جائے گا۔(لیکن ان کا تو آج تک یہی حال ہے کہ مولویوں کے پاس جو علم ہے اس سے تو

ہمارے جو بچے اللہ کے فضل سے علم رکھتے ہیں، اُن کا علم بھی ان مولویوں کے علم سے زیادہ ہے۔ اوران بچوں کا بھی منہ بند نہیں کر سکتے۔ لیکن ڈھٹائی کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 12 صفحہ 33-32)

ایک واقعہ مجھے یاد آ گیا۔ مکرم ثاقب زیروی صاحب نے لکھا ہے۔ چند دہائیاں پہلے عطاء اللہ شاہ بخاری ایک مولوی ہوتے تھے۔ وہ ایک جگہ تقریر کر رہے تھے، کہتے ہیں کہ مجھے بھی کان میں آواز پڑ گئی کیونکہ اتفاق سے میں اُس علاقے میں تھا۔ اور مولوی صاحب فرمانے لگے۔ یہ عطاء اللہ شاہ بخاری بڑے عالم تھے، کہ اگر خدا تعالیٰ بھی مجھے آ کر کہے کہ مرزا صاحب سچے ہیں تب بھی میں نہیں مانوں گا۔ تو یہ تو ان کے ایمان کی حالت ہے۔

پھر ایک روایت ہے۔ علی محمد صاحب حضرت مولانا ابوالحسن صاحب کے حالات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ''آپ بڑے پائے کے عالم تھے۔ حضرت اقدس کا نام اور پیغام تمام ڈیرہ غازی خان کے ضلع میں آپ کے ذریعے پہنچا۔ مخالفوں نے آپ کو بہت تکالیف دیں مگر آپ نہایت ثابت قدم رہے''۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 12 صفحہ 126) اور مخالفت کی کبھی کوئی پرواہ نہیں کی۔ ہمیشہ تبلیغ کرتے رہے اور تکلیفیں اُٹھاتے رہے۔

حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ میں بہت گھبرایا ہوا مخالفت کا ستایا ہوا قادیان پہنچا تو حضور نے فرمایا حافظ صاحب! آپ کیوں گھبرائے ہوئے ہیں؟ اُس وقت حضور کے لہجہ کلام سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ حضور کچھ میری مالی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ مگر میں اس خیال پر نہیں آیا تھا، (یعنی کہ میں اس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا تھا،) مقصد تو یہ تھا کہ میرا قلب مطمئن ہو جائے۔ دل مطمئن ہو جائے اور مخالفوں کی مخالفت سے دل نہ گھبرائے۔ (کیونکہ نبی کی صحبت سے بہرحال انسان ایک قوت پاتا ہے۔ اُس کی قوت قدسی سے اللہ تعالیٰ اس وقت سے قوت عطا فرماتا ہے۔ بہرحال کہتے ہیں میں تو اپنے دل کو مضبوط کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر ہوا تھا۔) کہتے ہیں اور نہ مامورین کے پاس اس لئے جانا چاہئے کہ اُن سے مال لیا جائے بلکہ حسبِ توفیق اُن کی خدمت میں کچھ نہ کچھ بطور ہدیہ پیش کیا جائے۔ حضور نے میرے لئے بہت دعا فرمائی اور بڑے تسلی بخش نصائح سے مطمئن کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے دل میں حضور کی نسبت ایک منٹ بھی شک وشبہ صداقت کے متعلق پیدا نہیں ہوا۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 12 صفحہ 167-166)

حضرت بابو عبدالرحمن صاحب فرماتے ہیں کہ میری انکساری اور غریب مزاجی کی وجہ سے میرے سب رشتہ دار اور دوست اور محلے والے اور شہر والے میرے سے خوش تھے اور تعریف کیا کرتے تھے مگر اب ایک دَم بیعت کی خبر سن کر سب رشتے دار (علاوہ جدّی رشتہ داروں کے، کیونکہ جدی رشتہ دار بفضلِ خدا سب میرے ساتھ بیعت میں شامل تھے،) اور دوست اور محلہ دار اور رشتے دار درہم برہم ہو گئے اور دشمن ہو گئے۔ (اور یہی انبیاء کی جماعتوں سے سلوک ہوتا ہے۔ جب نبیوں کے ساتھ سلوک ہوتا ہے تو اُن کے ماننے والوں کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوتا ہے۔ سارے دشمن ہو جاتے ہیں۔ وہی لوگ جو تعریفیں کیا کرتے ہیں بلکہ اس بات کے قائل ہوتے ہیں کہ یہ نیک ہے، بڑا نیک ہے وہی دشمن ہوتے ہیں۔ مَیں پہلے بھی ایک دفعہ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کے بارے میں سنا چکا ہوں۔ ایک دفعہ میں فیصل آباد کے ایک گاؤں میں گیا تو وہاں غیر احمدی بیٹھے تھے۔ اُن کی بڑی تعریف کرنے لگے کہ ایسا نیک اور پارسا اور تقویٰ شعار اور صحیح کیس لینے والا اور سچ بولنے والا وکیل ہم نے نہیں دیکھا۔ لیکن ایک نقص اُس میں ہے کہ وہ قادیانی ہے۔ تو یہی پھر انہیں سب سے بڑا نقص نظر آتا ہے۔ بہرحال یہ کہتے ہیں سب میرے دشمن ہو گئے) اور طرح طرح کی تکلیف اور ایذا دہی کے درپے ہوئے۔ کبھی پنچائت کرتے اور حقہ پانی بند کرتے اور کبھی مولویوں کو بلا بلا کر ہمارے خلاف وعظ کراتے اور رشتہ داروں اور دوستوں اور پبلک کو ہمارے خلاف برانگیختہ کرتے۔ ایک دوکاندار شیر فروش ہمارے ساتھ تھا۔ (یعنی دودھ بیچنے والا۔) اُس سے دودھ لینا بند کرا دیا۔ مزدوروں سے مزدوری کرانی بند کرا دی اور ناطہ رشتہ بند کر دیئے اور لوگوں کو نصیحت کرتے کہ اگر کوئی احمدی کے مکان کے نیچے سے گزرے گا تو کافر ہو جائے گا۔ قدرت خدا کی، (اللہ تعالیٰ بھی کس طرح بدلے لیتا ہے۔ کہتے ہیں) جو مولوی نصیحت کرتے تھے، وہی میرے گھر پہ آ کر کھانا کھا لیا کرتے تھے۔ (یعنی عمل کچھ اَور اور نصائح کچھ اَور۔ جب مولوی کا یہ عمل دیکھا تو لوگ ان باتوں کو دیکھ کر بہت پشیمان ہوئے۔ پھر کہتے ہیں کہ) بیعت کرنے کے بعد ہم نے نماز باجماعت چونکہ غیر احمدی امام کے پیچھے پڑھنی ترک کر دی تھی، یا تو علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیتے یا اپنے میں سے کسی کو امام بنا لیتے۔ اس پر محلے والے تنازعہ اور جھگڑے کرنے لگے۔ ہم نے رفعِ شر کے لئے نماز باجماعت مسجد میں اپنے امام کے پیچھے بھی پڑھنی ترک کر دی۔ بلکہ اپنے مکان پر نماز باجماعت پڑھ لیتے۔ کہتے ہیں جو میں نے کرائے پر لیا ہوا تھا۔ یہ مکان بھی (اس بات پر کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں) مالک مکان نے خالی کرا لیا۔ پھر جب میں نے کرائے پر دوسرا مکان لے لیا اور نماز باجماعت وہاں پڑھنی شروع کر دی تو اس عرصہ میں کہتے ہیں کہ ہم نے تعمیر مسجد کے لئے ایک شخص مسمیٰ رمضان سے جو احمدی تھا، تین دوکانات مع کچھ زمین کے خرید لیں اور اس دوران میں ڈاکٹر بشارت صاحب جو ایک احمدی تھے، وہ بھی وہاں پر بطور پروبیشنل اسسٹنٹ سرجن ہو کر آ گئے۔ جماعت کو ڈاکٹر صاحب موصوف کے آنے سے بڑی تقویت ہوگئی۔ وہ بڑے جوشیلے تھے۔ مغرب، عشاء، فجر کی نماز باجماعت دوکان میں پڑھ لیتے۔ ڈاکٹر صاحب کو اپنا امام بنا لیتے۔ دوکانات لبِ سڑک تھیں۔ بلاخوف وخطر دوکان میں آتے اور نماز کی جماعت کراتے۔ ڈاکٹر صاحب ہر وقت تبلیغ میں مصروف رہتے۔ اور جوش میں فرمایا کرتے تھے کہ میرا دل تو یوں چاہتا ہے کہ ایک کپڑے پر موٹے موٹے حروف میں یہ لکھ کر کہ ''عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں'' اور اپنے سینے پر کوٹ میں لگا کر منادی کرتا پھروں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 12 صفحہ 248-246)

حضرت شیخ عطاء اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قادیان سے بیعت کی منظوری بذریعہ خطوط پہنچی اور ساتھ ہی کچھ لٹریچر سلسلے کا جن میں اخبار الحکم بھی تھا ہم لوگوں کو بھیجا گیا۔ (یہ اخبار بھی منظوری کے ساتھ بھیجا گیا) جس کی ہم نے اشاعت کی۔ لوگوں میں چرچا ہوا اور چرچے کے بعد مخالفت کا بازار شدید طور پر گرم ہو گیا۔ جا بجا جلسے ہونے لگے جن میں ہم لوگوں کو پکڑ پکڑ کر جبراً کھینچ گھسیٹ کر لے جایا جاتا اور توبہ پر مجبور کیا جاتا۔ (توبہ کرو کہ مرزا صاحب سچے نہیں۔ ہم اب مرید نہیں رہے۔ خیر کہتے ہیں کہ) بعض کمزور لوگ جو تھے پھسلنے لگے، (سختی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اُن میں استقامت نہیں تھی) اور ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت حافظ صوفی تصور حسین صاحبؓ اور شیخ سعد اللہ صاحبؓ جو کہ براہِ راست صوفی صاحب کے مرید تھے اور یہ عاجز باقی رہ گئے اور دوسرے سبھی لوگ دشمنوں کے دباؤ کی برداشت کرنے سے خائف ہو کر پھر گئے۔ (اب تین آدمیوں کے علاوہ باقی سب احمدیت چھوڑ گئے۔ سختیاں برداشت نہ کر سکے۔ لیکن ان لوگوں نے سختیاں برداشت کیں۔ استقامت دکھائی۔ لکھتے ہیں کہ) صوفی صاحب کو اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ وہ قادیان پہنچ کر نورِ نبوت سے حصہ پا چکے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص حکمت اور مصلحت نے میرے دل کو غیب سے منور فرمایا۔ (صوفی صاحب تو قادیان جا کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ آئے تھے۔ اُن کا ایمان مضبوط تھا، لیکن میں ابھی تک نہیں گیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر بھی فضل فرمایا اور میرے دل کو روشن رکھا۔) اپنی قدرت نمائی سے منور فرمایا۔ مجھ پر مخالفت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ نہ میں اُن کے دباؤ سے دبا۔ بلکہ جتنا وہ دباتے اور ڈراتے، میرا ایمان خدا کے فضل اور رحم سے زیادہ مستحکم ہوتا۔ اُن کے مطالبۂ توبہ کو مَیں یہ کہتے ہوئے ٹھکرا دیا کرتا کہ توبہ کس بات سے آپ کرواتے ہیں؟'' (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 12 صفحہ 313-312)

پھر ایک روایت حضرت میاں عبدالمجید خان صاحب کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مخالفوں نے ایک بھاری جلسہ کر کے بہت شور مچایا اور ہنگامہ برپا کیا۔ جس میں نشانہ عداوت وبغض صرف یہ عاجز تھا۔ (یعنی حضرت میاں عبدالمجید خان صاحب۔ اُن کو ساری دشمنی کا نشانہ بنایا۔) انہوں نے میرے خلاف بہت سی تجاویز کیں۔ بائیکاٹ کا خوف دلایا۔ پولیس تک کو میرے خلاف بھڑکایا اور مجھے ایک فسادی اور باغی کے نام سے یاد کر کے جاہل لوگوں کو میرے خلاف اس رنگ میں بھڑکایا کہ میری جان کے لالے پڑ گئے۔ اُن حالات سے متاثر ہو کر (اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک بیان کرتے ہیں کہ کیا تھا؟) کہ میں ایک رات جنگل میں نکل گیا۔ قبلہ رُخ ہو کر دست بستہ کھڑا ہو گیا اور اپنے طریق سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالمِ خیال میں مخاطب کر کے عرض کیا کہ حضور اس خطرناک موقع میں دست گیری اور رہنمائی کا کوئی سامان فرمائیں۔ اور میں نے یہ التجا اور دعا اس الحاح اور سوز وگداز سے کی اور رو رو کر عرض حال اور مشکل پیش آمدہ کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری آہ وبکا کو سنا۔ (یہاں میں وضاحت کر دوں کہ یہ کوئی شرک والی حالت نہیں تھی جس طرح پیروں فقیروں پہ جا کے مانگا جاتا ہے، سجدے کئے جاتے ہیں یا اُن کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ بہرحال ان کا اپنا ایک انداز تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ذہن میں لائے کہ ظلم سے اللہ تعالیٰ بچائے۔ اس بات کی وضاحت کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہیں مانگا جا رہا تھا، اللہ تعالیٰ سے ہی مانگا جا رہا تھا، اُن کا یہ فقرہ ہے جو اس کی وضاحت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری آہ وبکا کو سنا۔ حضرت مسیح موعود کا حوالہ دیا تو یہ نہیں کہا کہ حضرت مسیح موعود نے سنا۔ جس طرح ہمارے ہاں عام طور پر لوگ پیروں فقیروں کی قبروں پر جا کر پھر یہ کہتے ہیں کہ فلاں پیر صاحب نے ہماری بات سن لی اور ہمیں فلاں چیز عنایت کر دی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری آہ وبکا کو سنا۔ خیر) رات اُسی حالت میں اور فکر میں سو گیا۔ (خواب میں) کیا دیکھتا ہوں کہ مخالفوں نے میرے مکان کا گھیرا کر لیا ہے۔ اور چاروں طرف سے آوازیں کَس رہے ہیں کہ اس شخص کو اب جان ہی سے مار ڈالو۔ اسی اثناء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ پر نمودار ہوئے اور میرے بازوؤں کو اپنے دستہائے مبارک سے پکڑ کر میرا منہ آسمان کی طرف کرایا اور فرمایا کہ آسمان کی طرف اُڑ جاؤ۔ چنانچہ حضور کی قوتِ قدسیہ ہی کے سہارے میرے جیسا بے پر

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

انسان زمین سے اُڑکر آسمان کی طرف چلا گیا۔مخالفین اپنے ارادے میں ناکام حیران کھڑے دیکھتے رہے۔اُس وقت خواب کے بعد میری آنکھ خوشی کے مارے کھل گئی اور مجھے یقینِ کامل ہوگیا کہ واقعی سیدنا حضرت اقدس خدا کے ایک راستباز اور صادق فرستادے ہیں۔ چنانچہ دوسرے روز صبح کو جب پھر مخالف لوگ میرے گرد جمع ہوئے تو میں نے اُن سے صاف کہہ دیا کہ خدا نے اپنی قدرت نمائی سے اب مجھے وہ طاقت بخش دی ہے کہ اگر تم لوگ آروں سے بھی میرے جسم کو چیر دو تو یہ دل اور یہ منہ اس صداقت سے اب پھر نہیں سکتے۔(کہتے ہیں) دوسری رات کو پھر خواب میں دیکھتا ہوں کہ پولیس نے میرے مکان کا احاطہ کر رکھا ہے۔(یہ دشمنی تو ختم نہیں ہو رہی تھی۔ روز اُن کے خلاف جلسے جلوس ہو رہے تھے۔) اور پولیس والے کہہ رہے ہیں کہ پبلک سے تو یہ شخص بچ گیا مگر چونکہ اس نے ایک قسم کا فساد اور بدامنی پھیلا رکھی ہے، اب حکومت اُس کو اپنے انتظام سے دبائے گی اور اگر یہ باز نہ آیا تو اُس کو جان سے مار دیا جائے گا۔ پولیس کے اس حملے اور گھیرے سے میں (خواب میں) سخت پریشان ہوا۔(کہتے ہیں) مگر اچانک پھر کل رات کی طرح میرے آقا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ پر ظاہر ہوئے اور اسی طرح میرے دونوں بازو اپنی شفقت سے پکڑے۔ میرا منہ آسمان کی طرف کیا اور فرمایا کہ آسمان کی طرف اُڑ جاؤ۔ چنانچہ میں پھر کل کی طرح زمین سے آسمان کو اُڑنے لگا اور پولیس وغیرہ کے حملے سے نجات پا گیا۔الحمدللہ۔ چنانچہ دونوں رؤیا میں میرا ایمان میخ آہن کی طرح مضبوط اور پہاڑ کی چٹان کی طرح راسخ ہوگیا۔اور حضور پُرنور کی صداقت ایسے رنگ سے دل میں گڑ گئی کہ کاٹے کٹے نہ توڑے ٹوٹے۔(اب اس کو کوئی نہ توڑ سکتا ہے نہ کاٹ سکتا ہے۔) الحمدللہ۔ الحمدللہ۔ ثم الحمدللہ۔(کہتے ہیں کہ) اب دل میں ایک جوش اور اُمنگ پیدا ہوئی کہ اس فرستادہ الٰہی کی زیارت سے بھی مشرف ہوسکوں۔(اُس وقت تک آپ نے دیکھا نہیں تھا) چنانچہ میں نے حضرت کے حضور خط لکھا جس کے جواب میں حضور نے رقم فرمایا کہ میاں عبدالمجید آپ فوراً قادیان چلے آئیں۔'' تو اللہ تعالیٰ اس طرح بھی ایمانوں کو مضبوط کرتا ہے اور یہ کیفیت آج بھی بہت سارے لکھنے والے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن میں پیدا کرتا ہے۔(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ۔غیر مطبوعہ۔جلد 12 صفحہ 279-278)

حضرت امیر خان صاحب کی روایت ہے۔اپنا واقعہ لکھتے ہیں کہ ''جب میں بیعت کر کے دارالامان قادیان سے واپس اپنے گاؤں اہرانہ آیا تو مسمّٰی مہتاب خان جو ایک کھڑپینچ تھا (اور کچھ بڑا اپنے آپ کو سمجھتا تھا) اور کچھ معمولی نوشت وخواند کی وجہ سے پرلے درجے کا مغرور تھا (یعنی معمولی پڑھا لکھا آدمی تھا۔) اور ہمہ دانی کا مدعی تھا۔(یعنی بہت کچھ اب اُس کو آتا ہے۔ ہر چیز میں اپنے آپ کو ماہر سمجھتا تھا) میری مخالفت پر تل گیا اور زبان درازی میں حد سے گزر گیا۔مگر میں صبر سے کام لیتا رہا۔آخر کار اُس کے کنبے میں طاعون پھوٹ پڑی اور اس قدر تباہی ہوئی کہ بہو اور بھابھی اور جوان لڑکا جو ایک ہی تھا وہ سب کے سب چند دنوں میں پلیگ کا شکار ہو گئے اور کوئی روٹی پکانے والا بھی نہ رہا۔اُس کی ایک لڑکی جو نزدیک ہی دوسرے گاؤں میں بیاہی ہوئی تھی، اُس کے جا کر وہ روزانہ روٹی کھاتا مگر شریکوں کی روٹی کھانا، (یعنی بیٹی کے سسرال میں جا کر روٹی کھانا) اُس کے لئے موت سے بدتر تھا۔مہتاب خان مذکور کی عمر اُس وقت ساٹھ سال سے کچھ اوپر ہوگی اور جائیداد غیر منقولہ صرف ڈیڑھ گھماؤں کے قریب باقی ہوگی۔(یہ ڈیڑھ گھماؤں ایکڑ سے بھی کم ہوتا ہے) ایک دن صبح کے وقت نماز فجر کے بعد میں ایک مسجد میں قرآنِ کریم کی تلاوت کر رہا تھا کہ وہ میرے پاس آیا اور کہا کہ دیکھ میری حالت کیا ہے؟ اور کعبے کی طرف ہاتھ کر کے کہنے لگا کہ مجھے کوئی مرزا صاحب سے عناد نہیں ہے۔(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہؓ۔غیر مطبوعہ۔جلد 6 صفحہ 127-126)(کوئی دشمنی نہیں ہے۔یہ حالت ہوئی تو تب اُس کو خیال بھی پیدا ہوا۔)

صحابہ کی استقامت کے یہ چند واقعات ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی جماعت عطا فرمائی ہے جو ثابت قدمی اور استقامت میں آج بھی غیر معمولی نمونے دکھانے والی ہے۔کئی خطوط مجھے آتے ہیں، کئی لوگ مجھے ملتے ہیں اور اپنے واقعات سناتے ہیں۔ یہ نمونے دکھانے والے جہاں مرد ہیں، وہاں عورتیں بھی ہیں۔پس جو جاگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوتِ قدسی کی وجہ سے صحابہ میں لگی تھی اللہ تعالیٰ نے اب تک اُسے جاری فرمایا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ اُن صحابہ کے بھی درجات بلند فرمائے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول فرمایا اور استقامت سے ثابت قدمی دکھائی اور اُن کی اولادوں کو بھی استقامت بخشے۔اور اب شامل ہونے والوں، جو ہم میں موجود ہیں اور آئندہ شامل ہونے والوں کے ایمانوں کو بھی قوت اور طاقت بخشے اور استقامت بخشے۔

استقامت کے علاوہ بھی کچھ واقعات ہیں جو میں پیش کرتا ہوں۔ان میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی جو معجزانہ حفاظت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کا اُن سے جو خاص سلوک تھا، اُس کا ذکر ہے جو یقیناً ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث بنتا ہے۔

حضرت مرزا برکت علی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''بندہ 4/اپریل 1905ء کے زلزلہ عظیم میں بھاگسو ضلع کانگڑہ بمقام ایردھرم سالہ ایک مکان کے نیچے دب گیا اور بصد مشکل باہر نکالا گیا تھا۔اُس موقع کے چشم دید گواہ بابو گلاب دین صاحب اوورسیئر پنشنر جو اُن ایام میں وہاں پر بطور سب ڈویژنل آفیسر تعینات تھے، آج سیالکوٹ میں زندہ موجود ہیں۔اس واقعہ کے ایک دو ماہ قبل جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زلزلہ عظیم کی پیشگوئی شائع فرمائی تھی۔(اُس سے چند ماہ پہلے اس زلزلہ کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی تھی) کہتے ہیں۔ بندہ خود بھی قادیان دارالامان موجود تھا (جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے) اور حضور کے شائع فرمودہ اشتہارات ہمراہ لے کر دھرم سالہ چھاؤنی پہنچا اور وہ اشتہارات متعدد اشخاص کو تقسیم بھی کئے تھے۔ چونکہ بندہ وہاں بطور کلرک کام کرتا تھا اور عارضی ملازمت میں مجھے فرصت حاصل تھی۔اس لئے بندہ وہاں وقتاً فوقتاً مرزا رحیم بیگ صاحب احمدی صحابی کو بھی ملنے جایا کرتا تھا۔مرزا صاحب موصوف مغلیہ برادری کے ایک بڑے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اُن کے دوسرے بھائی احمدی نہ تھے۔صرف اُن کی اپنی بیوی بچے اُن کے ساتھ احمدی ہوئے اور باقی تمام لوگ اُن کی سخت مخالفت کرتے تھے۔ اور جو احمدی ہوئے یہ سب لوگ جو تھے وہ محفوظ رہے اور بعض اور احمدی بھی جو مختلف اطراف سے وہاں پہنچے ہوئے تھے۔مختلف جگہوں سے آئے ہوئے وہاں رہتے تھے۔ یہ کہتے ہیں وہ بھی سب کے سب اس زلزلے کی تباہی میں بچ گئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حالانکہ میرے خیال میں جو اموات کا اندازہ تھا نوّے فیصد جانوں کا نقصان تھا۔اور ایسے شدید زلزلے میں ہم سب احمدیوں کا بچ جانا ایک عظیم الشان نشان تھا۔اس کی تفصیل اگر پوری تشریح سے لکھوں تو یقیناً ہر طالبِ حق خدا تعالیٰ کی نصرت کو احمدیوں کے ساتھ دیکھے گا۔(یعنی جو حق کو جاننا چاہتا ہے وہ اس زلزلے کے واقعات کو سن کر ہی یقیناً یہ محسوس کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت احمدیوں کے ساتھ ہے۔) کہتے ہیں کہ کیونکہ میرے اہل وعیال بلکہ خانصاحب گلاب خان صاحب کے اہل وعیال اور مستری اللہ بخش صاحب سیالکوٹی اور اُن کے ہمراہ غلام محمد مستری اور دوسرے احمدی احباب کے اس زلزلے کی لپیٹ سے محفوظ رہنے کے متعلق جو قدرتی اسباب ظہور میں آئے اُن میں ایک ایک فرد کے متعلق جدا جدا نشان نظر آتا ہے۔خصوصاً مستری الٰہی بخش صاحب کی وہاں سے ایک دن قبل اتفاقی روانگی اور ہمارے اہل وعیال کا کچھ عرصہ قبل وہاں سے وطن کی طرف مراجعت کرنا (واپس آنا) اور زلزلے سے پیشتر بعض احباب کا دوکان سے باہر نکل جانا اور زلزلے میں دَب کر عجیب وغریب اسباب سے باہر نکلنا، یعنی جو دب گئے وہ سب باتیں بھی بطور نشان تھیں۔اور میرا ارادہ ہے کہ اُس پر تفصیل سے ایک مضمون لکھ کر ارسالِ خدمت کروں۔(پتہ نہیں بعد میں انہوں نے لکھا کہ نہیں لیکن بہرحال کہتے ہیں) فی الحال مختصراً ان مقامات کا تذکرہ کیا گیا ہے (جب انہوں نے روایت درج کروائی ہے) جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کے سلسلے میں پیش آیا۔ کہتے ہیں اس زلزلے کے کچھ دن بعد جب خاکسار قادیان میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور اُن ایام میں آم کے درختوں کے سائے میں مقبرہ بہشتی کے ملحقہ باغ میں خیمہ زن تھے۔(خیمہ میں رہا کرتے تھے۔) جب بندہ نے حضور سے ملاقات کی تو حضور نے میرے متعلق کئی سوال کئے کہ آپ مکان کے نیچے دَب کر کس طرح زندہ نکل آئے۔تو بندہ نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے مستری اللہ بخش صاحب احمدی کی چارپائی نے بچایا جو ایک بڑی دیوار کو اپنے اوپر اُٹھائے رکھے، (جس نے بڑی دیوار کو اپنے اوپر اُٹھائے رکھا) اور مجھے زیادہ بوجھ میں نہ دبنا پڑا۔ ایسے ہی حضور نے اور احمدیوں کے متعلق سوالات کئے اور بندہ نے سب دوستوں کے محفوظ رہنے کے متعلق شہادت دی۔ حالانکہ حضور اس سے قبل اشتہار میں شائع فرما چکے تھے کہ زلزلے میں ہماری جماعت کا ایک آدمی بھی ضائع نہیں ہوا۔اور مجھے یقین ہے کہ حضور کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا علم ہو چکا تھا۔ ورنہ مجھ سے قبل دھرم سالے سے کوئی احمدی حضور کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا تھا۔(دھرم سالے سے کوئی احمدی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں نہیں آیا تھا۔ یہ پہلے آدمی آئے تھے اور ان سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری تفصیلات معلوم کیں۔لیکن جو اشتہار تھا کہ اس زلزلے میں کسی بھی احمدی کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا، اس بارے میں آپ نے اشتہار فرما دیا تھا۔) تو کہتے ہیں پس حضور سے بندہ کی ملاقات جو زلزلہ کانگڑہ کے بعد ہوئی، اس میں احمدیوں کے بچ جانے کو حضور نے ایک نشان قرار دیا ہے اور خصوصاً میرا اپنا زلزلہ میں دب کر بچ جانا نشان ہے جس کا بذریعہ تحریر اعلان کر دیا گیا ہے۔مبارک وہ جو اس چشم دید نشان سے عبرت پکڑیں اور خدا کے فرستادے پر ایمان لائیں۔''(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہؓ۔غیر مطبوعہ۔جلد 3 صفحہ 3-1)

حضرت چوہدری عبدالحکیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ اتفاقاً میری ملاقات مولوی بدرالدین احمدی سے ہوئی جو شہر کے اندر ایک پرائمری سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔انہوں نے مجھے اخبار الحکم پڑھنے کو دیا۔ مجھے یاد ہے کہ اخبار الحکم کے پہلے صفحے پر خدا تعالیٰ کی ''تازہ وحی'' اور ''کلماتِ طیبات امام الزمان'' لکھے ہوئے ہوتے تھے۔(دو ہیڈنگ ہوتے تھے کہ تازہ وحی اور کلماتِ طیبات امام الزمان۔ پہلے صفحہ پر یہ دو عنوان ہوتے تھے۔) کہتے ہیں میں ان کو پڑھتا تھا اور میرے دل کو ایک ایسی کشش آور محبت ہوتی تھی کہ فوراً حضرت مسیح موعود علیہ

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

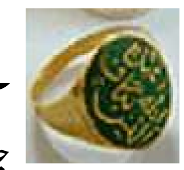

جے کے جیولرز۔کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں پہنچوں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہوا اور باوجود اہلِ حدیث کے مولویوں کے بہکانے اور ورغلانے کے میں نے تھوڑے ہی عرصے میں قبول کرلیا۔ مولوی بدرالدین صاحب نے مجھے قادیان فوراً جانے کا مشورہ دیا اور میرے ساتھ ایک اور اہلِ حدیث مولوی بھی تیار ہوگئے۔ وہ مولوی سلطان محمود صاحب اہلِ حدیث کے شاگردِ خاص تھے۔ لکھتے ہیں کہ میری تنخواہ اُس وقت پندرہ روپے تھی اور غربت کی حالت تھی۔ میں نے رخصت لے لی۔ چونکہ ریلوے پاس کا ابھی حق نہ تھا۔ میں نے بمع دوسرے دوست کے امرتسر کا ٹکٹ لیا۔ کیونکہ ہمارے پاس قادیان کا کرایہ پورا نہ تھا۔ امرتسر پہنچ کر ہمارا ٹکٹ ختم ہوگیا اور ہم نے بٹالے والی گاڑی میں سوار ہونا تھا مگر ہمارے پاس صرف آٹھ آنے کے پیسے تھے۔ اس لئے ہم نے دو دو آنے کا ویرکے کا ٹکٹ لے لیا اور گاڑی میں سوار ہوگئے۔ ویرکہ سٹیشن پر جب گاڑی پہنچی تو ہمارا ٹکٹ ختم ہو چکا تھا مگر ہم نہ اُترے اور گاڑی روانہ ہوگئی۔ جب دوسرے سٹیشن کے درمیان گاڑی جارہی تھی کہ ریلوے کا ایک ملازم ٹکٹ پڑتال کرنے آیا اور سب مسافروں سے ٹکٹ دیکھنا شروع کیا۔ چونکہ ہمارا ٹکٹ پچھلے سٹیشن کا تھا اور ہمارے پاس رقم بھی نہ تھی۔ ہم دونوں اپنی بے عزتی ہونے کی وجہ سے بہت پریشان اور ہراساں ہوئے اور سوائے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑنے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ ہم دونوں نے مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم تیرے سچے مسیح کی خدمت میں جارہے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ اپنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر جو تیرا پیارا ہے ہماری پردہ پوشی فرما اور ہم کو بے عزتی اور رسوائی سے بچا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا قبول فرمائی۔ جب ریلوے ملازم نے ہم سے ٹکٹ طلب کیا تو ہم نے وہی ٹکٹ جو پچھلے سٹیشن کے تھے اُس کو دے دیئے اور مجھے خوب یاد ہے کہ اُس نے وہ ٹکٹ اچھی طرح دیکھ کر ہم کو واپس دے دیئے اور ہمیں کچھ بھی نہ کہا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ یہ ہمارے لئے ایک معجزہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے اور پاک مسیح کی خاطر ہماری پردہ پوشی فرمائی اور ہم کو رسوائی سے بچالیا اور یہ واقعہ ہمارے لئے تقویتِ ایمان کا باعث ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی ہمارے لئے اظہر من الشمس ہوگئی۔ بٹالہ سے اُتر کر ہم پیدل قادیان کے لئے روانہ ہوئے اور ظہر کے وقت دارالامان پہنچے۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 3 صفحہ 121-123)

حضرت اللہ دتہ صاحبؓ ہیڈ ماسٹر فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے ہزاروں موتوں اور آفات سے غیر معمولی فضل سے بچایا۔ میں نے سانپوں کو پکڑا۔ سانپوں پر چڑھ گیا اور سانپ مجھ پر چڑھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر جگہ سے بال بال بچایا۔'' (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 7 صفحہ 121)

حضرت ماسٹر ودھاوے خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''امرتسر کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ یہاں پر طاعون بہت زوروں پر تھی۔ میں ایک دن سکول سے گھر آیا تو میری اہلیہ صاحبہ دروازے پر کھڑی تھیں۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے اندر چوہے مرے پڑے ہیں اور گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ میں نے بڑے یقین سے کہا کہ فکر نہ کرو۔ ہماری جماعت طاعون سے محفوظ رہے گی اور کوئی اندیشہ نہیں۔ اس کے بعد میں نے جھاڑو دے کر مکان کو صاف کر دیا۔ دوسرے دن پھر ایسا ہی واقعہ ہوا اور چوہوں کے ساتھ کیڑے بھی بہت سے تھے۔ میں نے پھر اُن کو صاف کر دیا اور اہلیہ کو تسلی دی کہ کوئی فکر نہیں۔ ہماری جماعت اس سے محفوظ رہے گی۔ تیسرے چوتھے دن کے بعد رات کے بارہ بجے مجھے میری اہلیہ نے کہا کہ مجھے تو گلٹی نکل آئی ہے۔ (یعنی طاعون کی گلٹی)۔ میں نے بڑی تسلی اور یقین کے ساتھ کہا کہ گھبرائیں نہیں۔ میں صبح ہی حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کا خط لکھ دوں گا۔ چنانچہ میں نے صبح ہی خط لکھ دیا اور میرا خیال ہے کہ وہ خط ابھی قادیان نہیں پہنچا ہوگا کہ وہ گلٹی ناپید ہوگئی (ختم ہوگئی) اور میری اہلیہ بالکل تندرست ہوگئی۔ اسی طرح پھر دوسرے تیسرے دن میرے لڑکے عبدالکریم کو جو ایک سال کا ہوگا اُسے گلٹی نکل آئی۔ میں نے پھر حضور کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھ دیا اور گھر والوں کو بہت تسلی دی۔ چنانچہ وہ گلٹی بھی خود بخود ختم ہوگئی۔ اُس وقت پلیگ کا اس قدر زور تھا کہ روزانہ دو اڑھائی صد آدمی بیماری سے مرتا تھا اور اس شرح موت کا ذکر کمیٹی کی طرف سے روزانہ ہوتا تھا۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 11 صفحہ 26-27)

اس بارے میں یہ وضاحت کر دوں کہ جب طاعون پھیلی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض ہدایات بھی جاری فرمائی تھیں، شاید اُن تک پہنچی نہ ہوں یا انہوں نے اُس کو صحیح طرح سمجھا نہیں ورنہ صحابہ تو جو بھی صورتحال ہو فوراً عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے جو بھی ارشاد آئے، وہ ارشاد آگے پیچھے ہوگیا ہو یا یہ واقعہ بعد کا ہے یا پہلے کا۔ بہرحال یہ اِن کی ایمان کی مضبوطی تو ہے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کے ایمان کو مضبوط کیا بلکہ ان کے بیوی بچوں کو بھی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس وقت جب ہر محلے میں ہر جگہ یہ طاعون پھیل گئی ہے تو جو ہدایات فرمائی تھیں، وہ یہ تھیں۔ آپ نے ایک جگہ فرمایا تھا کہ ''یہ ہمارا حکم ہے۔ بہتر ہے کہ لاہور کے دوست اشتہار دے دیں کہ جس گھر میں چوہے مریں اور جس کے قریب بیماری ہو، فوراً وہ مکان چھوڑ دینا چاہئے'' (یا لوگ سمجھے کہ یہ صرف لاہور کے لئے ہے۔ لیکن بہرحال ایک عمومی حکم ہے کہ بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جو وبائیں ہوں اُن کا بہرحال تدارک کرنا چاہئے۔) فرمایا کہ ''فوراً وہ مکان چھوڑ دینا چاہئے اور شہر کے باہر کسی کھلے مکان میں چلا جانا چاہئے۔ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ ظاہری اسباب کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے۔ گندے اور تنگ وتاریک مکانوں میں رہنا تو ویسے بھی منع ہے خواہ طاعون ہو یا نہ ہو۔ .... ہر ایک پلیدی سے پرہیز رکھنا چاہئے۔ کپڑے صاف ہوں۔ جگہ ستھری ہو۔ بدن پاک رکھا جائے۔ یہ ضروری باتیں ہیں اور دعا اور استغفار میں مصروف رہنا چاہئے''۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی طاعون ہوئی تھی۔ ایک جگہ مسلمانوں کی فوج گئی ہوئی تھی۔ وہاں سخت طاعون پڑی۔ جب مدینہ شریف میں امیر المومنین کے پاس خبر پہنچی تو آپ نے حکم لکھ بھیجا کہ فوراً اُس جگہ کو چھوڑ دو اور کسی اونچے پہاڑ پر چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ فوج اُس سے محفوظ ہوگئی۔ اُس وقت ایک شخص نے اعتراض بھی کیا کہ کیا آپ خدا تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ فرمایا میں ایک تقدیرِ خداوندی سے دوسری تقدیرِ خداوندی کی طرف بھاگتا ہوں اور وہ کونسا امر ہے جو خدا تعالیٰ کی تقدیر سے باہر ہے۔'' (ملفوظات جلد نہم۔ صفحہ 248)

تو یہ عمومی ہدایت ہے۔ یہ بھی نہیں کہ جان بوجھ کے اپنے آپ کو مشکلات میں ڈالا جائے۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ''خدا تعالیٰ نے دو وعدے اپنی وحی کے ذریعے سے کئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اس گھر کے رہنے والوں کو طاعون سے بچائے گا جیسا کہ اُس نے فرمایا ہے کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ دوسرا وعدہ اُس کا ہماری جماعت کے متعلق ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ (ترجمہ) جن لوگوں نے مان لیا ہے اور اپنے ایمان کے ساتھ کسی ظلم کو نہ ملایا۔ ایسے لوگوں کے واسطے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے کہ جماعت کے وہ لوگ بچائے جائیں گے جو پوری طرح سے ہماری ہدایتوں پر عمل کریں اور اپنے اندرونی عیوب اور اپنی غلطیوں کی میل کو دور کر دیں گے۔ اور اپنے نفس کی بدی کی طرف نہ جھکیں گے۔ بہت سے لوگ بیعت کر کے جاتے ہیں مگر اپنے اعمال درست نہیں کرتے۔ صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے کیا بنتا ہے؟ خدا تعالیٰ تو دلوں کے حالات سے واقف ہے۔'' (بدر۔ جلد 6 نمبر 14 صفحہ 7۔ مؤرخہ 4 اپریل 1907ء)

پس یہ دو باتیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وعدے ہیں۔ ہر مشکل، ہر مصیبت، ہر وبا سے بچنے کے لئے ہمیں اپنے ایمانوں کی طرف دیکھنے کی ہر وقت ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم اپنے ایمان میں کامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں؟

حضرت مولوی صوفی عطا محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اب ملنا میرے لئے مشکل تھا (یعنی جن حالات میں وہ تھے ان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنا مشکل تھا) کیونکہ رخصت تو ملتی نہیں تھی۔ اتفاق سے اخبار میں یہ پڑھا کہ حضرت اقدس جہلم تشریف لا رہے ہیں اور مجھے تو جہلم جانے کی بھی اجازت نہ مل سکتی تھی مگر میں بہت بیقرار تھا۔ گھر والوں کو میں نے کہا کہ کل اتوار ہے اور حضرت اقدس جہلم تشریف لائے ہیں۔ آپ کسی کو بتائیں نہیں، میں جاتا ہوں۔ وقت گاڑی کا بالکل تنگ تھا اور تین میل پر سٹیشن تھا۔ رستہ پہاڑی، رات کا وقت، دن کو بھی لوگوں کو اُس طرف پر چلنا مشکل تھا۔ میں نے خدا پر توکل کیا اور چل پڑا۔ اتفاق سے کوئی بتی تمام راستہ میرے آگے چلتی گئی۔ شاید کوئی اور آدمی بھی جارہا ہوگا۔ خدا خدا کر کے پہاڑی رستہ دوڑتے ہوئے طے کیا۔ جب سٹیشن پر پہنچا تو گاڑی بالکل تیار تھی۔ ٹکٹ لیا اور جہلم پہنچا اور حضور کی زیارت سے مشرف ہوا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 11 صفحہ 209-210)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت بالکل نوجوان تھا۔ کپورتھلہ میں ایک رات مجھے ایک خواب آیا کہ ایک ہاتھی ہے۔ میں اُس کے نیچے آگیا ہوں اور اس کا پیٹ میرے اوپر ہے۔ جب صبح ہوئی تو خانصاحب عبدالمجید خان صاحب نے مجھے کہا کہ مولوی صاحب! آج دریائے بیاس میں طغیانی آئی ہوئی ہے اور ہم ہاتھیوں پر بغرضِ سیر وتفریح وہاں دریا کا نظارہ دیکھنے کے لئے جانے کے لئے تیار ہیں۔ آپ بھی ضرور تشریف لے چلیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جاسکتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آج رات میں نے ایک سخت منذر خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ہاتھی کے نیچے آگیا ہوں۔ لیکن وہ یہ خواب سن کر بھی برابر اصرار ہی کرتے رہے اور میں بار بار انکار کرتا رہا کیونکہ میرے قلب پر اس خواب کا بہت بڑا مہیب اثر مستولی ہو رہا تھا۔ اور جب میں نے خانصاحب سے یہ فقرہ سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ دریا پر جانے کے لئے ہاتھیوں پر سوار ہو کر جانا ہے تو ہاتھیوں کا نام سن کر اور بھی میرے دل پر اس خواب کا شدید اثر محسوس ہوا۔ پھر تو میں نے شدت کے ساتھ انکار کیا اور ساتھ جانے سے اعراض کیا۔ پھر خانصاحب کے ساتھ اور کئی دوست بھی جانے کے لئے مصر ہوئے (اصرار کرنے لگے)۔ اُن دوستوں کے بے حد اصرار کی وجہ سے آخر میں نے سمجھا کہ قضا وقدر یہی مقدر معلوم ہوتی ہے کہ جو کچھ وقوع میں آنا ہے وہ ہو کر رہے۔ تب میں بادل ناخواستہ اُن کے ساتھ تیار ہوگیا اور دوستوں نے کئی ہاتھی تیار کئے اور تین ہاتھی تھے یا چار جن پر دوست سوار ہوئے۔ مجھے بھی خانصاحب موصوف نے اپنی

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

معیت میں ایک ہاتھی پر سوار کیا۔ جب دریا پر گئے تو قضاء وقدر نے ظاہری ہاتھیوں کی صورت میں تو اس منذر خواب کی حقیقت ظاہر نہ ہونے دی بلکہ اس کے لئے ایک دوسرا پیرایہ اختیار کیا کہ جب ہم ہاتھیوں سے اُتر کر بر لبِ دریا کھڑے ہو کر نظارہ کرنے لگے تو ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس طغیانی کے موقع پر دریا کا پل جو اپنے نیچے کئی درے رکھتا تھا، وہ اس کے قریب کے دَر سے پل کے اوپر سے چھلانگ لگا کر کود پڑتا، پھر پل کے نیچے سے قریب کے دَر سے گزر کر دوسری طرف نکل آتا۔ میں بھی کچھ کچھ تیرا کی جانتا تھا۔ میں نے اُسے کہا کہ بھائی! آپ قریب کے دَر سے گزرتے ہیں، بات تب ہو کہ آپ کسی دور کے دَر سے گزریں۔ اُس نے کہا دریا زوروں پر ہے کیونکہ طغیانی کا موقع ہے۔ اس لئے کسی دور کے در سے پُل کے نیچے سے گزرنا اس وقت بہت مشکل ہے۔ میں نے کہا تیرا کی آتی ہے تو پھر کس بات کا خوف ہے؟ اُس نے کہا کہ آپ تیرا کی جانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! کچھ جانتا ہوں۔ اُس نے کہا پھر آپ ہی گزر کے دکھائیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ میں نے لنگوٹ پہن کر دور کے دَر سے گزرنے کی غرض سے پل کے اوپر سے چھلانگ لگائی۔ پہلی دفعہ تو میں درے کے پل کے نیچے سے صاف گزر گیا لیکن دوسری دفعہ پھر اَور دُور کے دَر سے گزرنے کے لئے چھلانگ لگانے لگا۔ جب پل کے اوپر سے میں نے چھلانگ لگائی تو اتفاق سے جہاں میں نے چھلانگ لگائی اور گرا وہ سخت بھنور اور گرداب کی جگہ تھی۔ (یعنی اُس جگہ میں بہت زیادہ بھنور تھا۔) جہاں پانی چکی کی طرح بہت ہی بڑے زور سے چکر کھا رہا تھا۔ میں گرتے ہی اس گرداب میں پھنس گیا اور ہر چند کوشش کی کہ وہاں سے نکل سکوں لیکن میری کوشش عبث ثابت ہوئی۔ آخر میں اسی گرداب میں کچھ وقت تک پانی کی زبردست طاقت کے نیچے دب گیا اور میرے لئے بظاہر اس گرداب سے نکلنا محال ہو گیا۔ اور میری مقابلہ کی قوتیں سب کی سب بیکار ہونے لگیں اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ دو تین منٹ کے اندر اندر اب میری زندگی کا نظام درہم برہم ہو کر میرا کام تمام کر دیا جائیگا۔ اُس وقت سب احباب جو پل کے اوپر سے میری اس حالت کا نظارہ کر رہے تھے وہ شور کرنے لگے کہ ہائے افسوس! مولوی صاحب گرداب میں پھنس کر اپنی زندگی کے آخری دم توڑنے کو ہیں۔ اُس وقت عجیب بات قضاء وقدر کے تصرف کی یہ تھی کہ احباب باوجود واویلا کرنے اور شور مچانے کے کہ میں ڈوب رہا ہوں، اُنہیں یہ بات نہ سوجھ سکی کہ وہ سر سے پگڑی اتار کے ہی میری طرف پھینک دیتے، تا میں اس پگڑی کا ایک سرا پکڑ کر کچھ بچاؤ کی صورت اختیار کر سکتا۔ مگر یہ خیال کسی کی سمجھ میں نہ آ سکا۔ اب میری حالت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ عالمِ اسباب کے لحاظ سے بالکل مایوس کن حالت ہو رہی تھی اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میری زندگی کا سلسلہ اب صرف چند لمحوں تک ختم ہو جانے والا ہے اور مَیں آخری سانس لے رہا ہوں۔ اتنے میں قضاء وقدر نے ایک دوسرا سین بدلا اور حضرت خالق الاسباب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل برکت، جن کی اجازت اور ارشاد کے تحت خاکسار نے کپور تھلے کا سفر اختیار کیا تھا، میری حفاظت اور بچاؤ کے لئے بالکل ایک نئی تجلی قدرت کی نمایاں فرمائی اور وہ اس طرح کہ میں جس گرداب میں غوطے کھا رہا تھا اور کبھی نیچے اور کبھی اوپر اور کبھی پانی کے اندر اور کبھی پانی سے باہر سر نکالتا تھا اور جو کچھ یہ ہو رہا تھا میری طاقت اور اختیار سے باہر کی بات تھی، اُس وقت پانی اپنی طغیانی اور طاقت کے ساتھ مجھ پر پورے طور پر متصرف نظر آتا تھا کہ ناگاہ کسی زبردست ہاتھ نے مجھے اُس گرداب کے چکر سے باہر پھینکا اور زور کے ساتھ اتنا دور پھینکا کہ میں کنارے کی طرف ایک ببول کا بہت بڑا درخت جو دریا کے کنارے سے دریا کے اندر دور تک گھرا پڑا تھا اُس کی شاخ میرے ہاتھ میں محض قدرت کے تصرف سے آ گئی اور میں سنبھل گیا اور شاخوں کا سہارا لے کر دیر تک آرام کی خاطر وہاں خاموش کھڑا رہا۔ پھر خدا کے، ہاں محض حضرت خیر الراحمین کے فضل وکرم سے میں باہر سلامتی کے کنارے تک پہنچ گیا۔ اُس وقت مجھے وہ خواب اور اُس کی یہ تعبیر آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ اور مجھے اُس وقت یہ بھی معلوم ہوا کہ قضاء وقدر رؤیا میں ہاتھی کے نیچے آنے کی تعبیر میں کبھی ہاتھی کی جگہ کوئی دوسری آفت بھی ظاہر کر دیتی ہے۔ حالانکہ اس سفر میں ہاتھی پر ہی ہم سوار ہو کر دریا پر پہنچے لیکن رؤیا کا انذاری پہلو ہاتھی کی جگہ دریا کے حادثہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ دوسرے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ گرداب سے میرا بچ جانا بطفیل برکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوا تھا اور آپ کی اجازت اور ارشاد کے ماتحت میرا کپور تھلے میں آنا اور خدمتِ سلسلہ میں تبلیغ کا کام کرنا، اس کی وجہ سے میں ہلاکت سے بچایا گیا ورنہ اسباب کے لحاظ سے حالات بالکل مایوس کن نظر آتے تھے۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 10 صفحہ 28, 25, 19)

تو یہ واقعات بھی صحابہ کی ایمانی حالت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یقین کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے جس طرح بیان فرمایا ہے اگر کوئی دنیا دار ہوتا تو اس کو اتفاقی بات قرار دیتا کہ اتفاق ایسا ہوا کہ دریا نے مجھے پھینک دیا۔ لیکن حضرت مولوی صاحب نے دین کی خاطر سفر کو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو اس کی وجہ قرار دیا۔ تو یہ ہے جو ایمانی حالت ہے جو ہم سب میں پیدا ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(بقیہ: صفحہ اوّل)

امور روحانیہ وغیرہا کے متعلق بحثیں ہیں۔ لیکن کوئی کتاب بھی ان امور کو واضح کر کے بیان نہیں کرتی بلکہ قرآن کریم کی مدد سے ان کو حل کرنا پڑتا ہے۔ توحید سب سے بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اسی کو لے لو۔ ان سب کتب میں اس کا ذکر ہوگا مگر بالاجمال۔ چنانچہ قرآن کریم سے پہلے کی جو کتب توحید کے متعلق ان کتب کے پیروؤں نے لکھی ہیں یا جو مضامین لکھے ہیں انہیں پڑھ کر دیکھ لو وہ توحید کے متعلق بہت ہی ناقص معلومات دیتی ہیں مگر قرآن کریم کے بعد ان کے پیروؤں کی کتب کا رنگ ہی اور ہو گیا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی مطالب کے پھیلنے سے ان لوگوں پر اصل حقیقت کھلی اور ان کی مدد سے انہوں نے اپنے مذہب کے عقائد کی تشریح کی۔ نبوت کا مسئلہ ایسا اہم مسئلہ ہے لیکن توراۃ اور انجیل اور دوسری کتب اس کے متعلق اس حد تک خاموش ہیں کہ ان کے پیرو اب تک نہیں بتا سکتے کہ نبی سے مراد ان کی کتب میں کن لوگوں سے ہے۔ مگر قرآن کریم نے اس مضمون کو بھی خوب واضح کیا ہے۔ یہی دوسرے اہم مسائل کا حال ہے۔ پس اس آیۃ میں بتایا گیا ہے کہ پہلی کتب کے مطالب کی تفصیل اس کتاب سے ملتی ہے۔ اگر تم اس کتاب کا انکار کرو گے تو ماننا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ وہ باتیں اپنی کتب میں بیان نہ کر سکا جو اس شخص نے ایک چھوٹی سی کتاب میں بیان کر دیں۔ پس یا اسے سچا ماننا پڑے گا یا پہلی کتب کو بھی جھوٹا ماننا پڑے گا۔

چوتھی دلیل یہ دی ہے کہ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ یعنی یہ کتاب اپنے دلائل خود بیان کرتی ہے۔ کسی کی مدد کی محتاج نہیں۔ اس میں مضامین ایسے رنگ میں بیان ہوئے ہیں کہ جو شخص ان پر پورے طور پر تدبر کرے اسے ساتھ کے ساتھ دلائل ملتے جاتے ہیں اور شک اس کتاب کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ خود دلائل بیان کر دیتی ہے۔ بلکہ شک اگر پیدا ہوتا ہے تو انسان کی اپنی غفلت اور سستی کی وجہ سے اور یہ امر بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ یہ بات کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے کہ وہ امور غیبیہ کو پورے طور پر ثابت کر سکے کیونکہ ان میں سے کئی خالی عقلی دلیل سے ثابت نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اس کے ساتھ مشاہدہ کی دلیل کے بھی محتاج ہوتے ہیں۔ اور امور غیبیہ کے لئے مشاہدہ کے سامان پیدا کر دینا انسان کی طاقت سے بالا ہے اور صرف خدا تعالیٰ کے لئے ممکن ہے کہ امور غیبیہ کے لئے ایسے ثبوت بہم پہنچا دے جو مشاہدہ کا رنگ رکھتے ہوں۔ مثلاً الہام ایک امر غیبی ہے ایک انسان عقلی دلیلیں تو دے سکتا ہے لیکن الہام کا دروازہ کسی کے لئے نہیں کھول سکتا۔ نہ اس کا وعدہ کر سکتا ہے۔ مگر خدائی کلام یہ کر سکتا ہے۔ وہ یہ دعویٰ بھی کر سکتا ہے کہ میرے ساتھ تعلق رکھنے والوں پر الہام کا دروازہ کھولا جائے گا۔ اور اس کے اس دعویٰ کی تصدیق خدا تعالیٰ کے فعل سے بھی ہو سکتی ہے۔ پس جو کلام کلام الٰہی کے نازل ہونے کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کرے کہ یہ عجیب بات نہیں۔ اب بھی کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا اور سینکڑوں لوگ اس کے ذریعہ سے کلام الٰہی کو سنیں گے۔ اس کے خدائی کلام ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بندہ کی طاقت میں نہیں ہے کہ ایسے ثبوت بہم پہنچا سکے اور شک کا اس طرح قلع قمع کر سکے۔

پانچویں دلیل یہ دی ہے کہ یہ کلام رب العٰلمین خدا کی طرف سے ہے۔ یعنی اس کی تعلیم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رب العٰلمین کی صفت ظاہر ہوئی ہے کسی قوم یا کسی زمانہ سے مخصوص نہیں جس طرح کہ پہلی کتب ہوتی تھیں۔ بلکہ سب اقوام اور سب زمانوں کے لئے ہے اور ہر زمانہ کی ضرورتوں اور اس کے مفاسد کا اس میں خیال رکھا گیا ہے اور یہ امر بھی کسی انسان کی طاقت میں نہیں کہ وہ سب اقوام اور سب زمانوں کا خیال رکھ سکے۔ انسان تو اپنے گردو پیش کے حالات سے متاثر ہوتا ہے اور اپنی ان ضرورتوں کا خیال رکھتا ہے جو اس کے سامنے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ایسی تعلیم آ سکتی ہے جو ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے یکساں مفید ہو۔ اور زمانہ کے تغیرات اس پر کوئی اثر نہ ڈال سکیں۔ اور انسانی فطرت کے تمام تقاضوں اور تمام احساسات کا اس میں خیال رکھا گیا ہو۔ قرآن کریم میں یہ خوبی پائی جاتی ہے وہ یکساں طور پر تمام انسانی طبائع کا لحاظ رکھتا ہے۔ نہ اس میں یہ تعلیم ہے کہ تو صرف رحم ہی کئے جا اور نہ یہ کہ تو معاف ہی نہ کر۔ بلکہ یہ تعلیم ہے کہ تو رحم کے موقع پر رحم کر اور سزا کے موقع پر سزا دے۔ اسی طرح تمام تعلیمات اس کی ایسی ہیں کہ ان میں تمام طبائع اور تمام زمانوں کا لحاظ رکھا گیا ہے اور جاہل اور عالم کا خیال رکھا گیا ہے۔ اور یہ ایک زبردست ثبوت اس کے خدا کا کلام ہونے کا ہے۔'' فتبارك الله احسن الخالقين (بحوالہ تفسیر کبیر جلد نمبر 3 صفحہ 75 تا 78 زیر آیت ما كان هذا القران۔۔۔ آیت نمبر 38 مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ مصلح موعود)

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266, 9437032266, 9438332026, 943738063

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۱۱ء

عظمتِ قرآن اور جماعتِ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے فرمودات کی روشنی میں

(برہان احمد ظفر صاحب۔ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی قادیان)

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

(حٰمٓ السجدہ ۳۔۴)

جمال وحسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

قرآن کریم کی جن آیات کی خاکسار نے تلاوت کی ہے یہ حٰمٓ سجدہ کی آیت نمبر ۳و۴ ہیں۔ان کا ترجمہ تفسیر صغیر سے اس طرح ہے۔

یہ قرآن بے انتہا رحم کرنے والے اور بار بار کرم کرنے والے (خدا) کی طرف سے نازل ہوا ہے۔(اور) ایسی کتاب ہے جس کی آیات خوب تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔اور جو (کتاب) خوب پڑھی جائے گی اور وہ ایسی زبان میں ہے جو اپنا مطلب آپ کھول کر بیان کرتی ہے مگر (یہ کتاب) انہی کو فائدہ دیتی ہے جو (روحانی) علم رکھتے ہوں۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ

(الواقعہ آیت ۷۸۔۷۹)

یعنی یہ قرآن بڑی عظمت والا ہے اور ایک چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہے۔

قرآن کریم کی عظمت خود قرآن ہی کے اپنے دعاوی سے ثابت ہے کہ وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ میرا نازل کرنے والا خدا رحمان اور رحیم ہے اور پھر اس کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ خوب پڑھی جانے والی کتاب ہے جو لفظ قرآن سے ظاہر ہے۔آج کے دور میں بھی جبکہ لوگوں کی دین کی طرف خاص رغبت نہیں پھر بھی قرآن کریم وہ کتاب ہے جو سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے اس کا کثرت سے پڑھا جانا ہی اس کی عظمت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت قرآن کریم اپنے اندر ہر طرح کا خزانہ لئے ہوئے ہے۔غور کیا جائے تو اس میں ہر قسم کا علم موجود ہے جہاں ماضی کے واقعات سے پردہ اُٹھاتی ہے وہاں مستقبل کی پیش خبریاں بھی لئے ہوئے ہے۔قرآن کریم میں سائنس کا علم شمسی قمری اور ستاروں کی گردش کا علم۔نباتات و جمادات کا علم۔دنیا میں پیش آمدہ مسائل کا حل روحانی ترقی کی معراج کا علم اقتصادیات و اخلاقیات کا علم۔الغرض تخلیق کائنات سے لیکر اس کی انتہاء تک کا علم ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والا اور بعث بعد الموت کا علم موجود ہے۔جس نہج پر بھی غور کیا جائے اس کا ایک ایک لفظ ایک ایک حکم ایک ایک تعلیم اپنے اندر عظمتوں کے بحر محیط لئے ہوئے ہے جس پر غور کرنا ممکن ہی نہیں تاہم اس مختصر سے وقت میں چند امور آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمانوں نے جب قرآن کریم کو حرز جان بنایا اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھا اور قرآن کریم کے نور سے اپنے آپ کو منور کیا اور اس کے خادم بن کر جب میدان عمل میں اترے تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں ایسی ترقیات سے نوازا اور انہیں ایسی نعمتیں عطا کیں کہ دین و دنیا کے خزانے ان کی جھولیوں میں اونڈیل دئے گئے ساری دنیا کے محافظ بن کر چمکے جنہوں نے دنیوی طاقتوں کے سامنے کبھی بھی اپنے آپ کو نہیں جھکایا اور ساری دنیا ان کی زیر احسان ہو گئی۔مسلمانوں کو ملنے والی یہ ساری رفعتیں اور عظمتیں قرآن کریم پر ہی عمل کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہوئی تھیں اور یہ قرآن کریم ہی کی عظمتیں ہیں جنہوں نے مسلم قوم کو عظمتوں والا مقام عطا کیا۔لیکن جب مسلمانوں نے اس قرآن کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا اس پر عمل ترک کر دیا اس کی تعلیم کو بھول گئے اور اس کی عظمت کو قائم نہ رکھا تو پھر وہی زمانہ آ گیا جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ

لایبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه۔(مشکوۃ)

یعنی مسلمانوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن بھی صرف رسمی طور پر رہ جائے گا یعنی لوگ اس کے علم اور معرفت سے بے بہرہ ہو جائیں گے۔اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان علماء اور بزرگان امت نے اپنے وقت میں قرآن کریم کی بہت خدمت کی اور اس کی عظمت کو قائم کرنے کرنے کے لئے پوری کوشش کی،لیکن آنحضرت ﷺ کی اس پیشگوئی کا پورا ہونا بھی ضروری تھا اور قرآن کریم کی یہ پکار بھی لوگوں کو سنائی دینی تھی کہ

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔(الفرقان آیت ۳۱)

یعنی اور رسول نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا ہے۔

مسلمانوں نے جب قرآن مجید کی تعلیم کو بھلا دیا اور اسے مہجور کی طرح چھوڑ دیا تو نور قرآن سے غفلت کے نتیجہ میں ان کی عقلیں کند ہو گئیں ان سے نورِ فراست چھین لیا گیا۔ان کا نور فطرت جاتا رہا۔قرآن کو چھوڑ دینے کے نتیجہ میں دنیاوی علوم سے بھی بے بہرہ ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ساری عزتیں جاتی رہیں ان کا رعب جاتا رہا۔مذہبی دنیا میں بھی پچھڑ گئے اور دنیاوی جاہ و حشمت بھی جاتی رہی۔ساری قومیں مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئیں مسلمان ان حملوں کی تاب نہ لاکر میدان دشمنوں کے ہاتھوں میں دے کر بھاگتے دکھائی دئے۔یہی وہ زمانہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی عظمت کو دنیا میں پھر سے قائم کرنا مقدر کر چھوڑا تھا۔یہی وہ زمانہ تھا جس میں خدا تعالیٰ کا وہ پہلوان کھڑا ہوا جس کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام ہے آپ نے قرآن کریم،اسلام اور آنحضرت ﷺ کی عظمت کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے بہت سی کتب تصنیف فرمائیں انہی کتب میں ایک براہین احمدیہ بھی ہے۔آپ نے اس کتاب میں پیش کردہ عظمتوں کے بیان کے سلسلہ میں چیلنج کے طور پر ایک اشتہار شائع فرمایا۔آپ فرماتے ہیں۔

”میں جو مصنّف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع اربابِ مذہب اور ملت کے جو حقانیت فرقانِ مجید اور نبوتِ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے منکر ہیں اتماماً للحجۃ شائع کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقانِ مجید سے ان سب براہین اور دلائل میں جو ہم نے دربارہ حقیقت فرقان مجید اور صدقِ رسالتِ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اُسی کتاب مقدس سے اخذ کر کے تحریر کیں ہیں اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کر کے دکھلاوے یا اگر تعداد میں ان کے برابر پیش نہ کر سکے تو نصف ان سے یا ثلث ان سے یا ربع ان سے یا خمس ان سے نکال کر پیش کرے یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے ہی دلائل کو نمبروار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور میں آ گیا تو میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلتے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دیدوں گا“۔

(براہین احمدیہ جلد اول اشتہار ص ۲۴ تا ۲۸)

یہ اس اشتہار کا ایک حصہ ہے جو آپ نے ساری دنیا کے سامنے ایک چیلنج کی صورت میں رکھا اور آپ نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو منجدھار سے نکال کر قرآن کریم کی عظمت کو دنیا کے سامنے ایسے رنگ میں پیش کیا کہ اپنے تو اپنے بیگانے بھی آپ کی خدمت اسلام اور خدمتِ قرآن پر عش عش کر اُٹھے اور کسی مخالفِ اسلام کو آپ کے مقابل پر آنے کی تاب نہ ہوئی آج تک بھی یہ چیلنج دنیا کے سامنے کھلی کتاب کی طرح ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قرآن کریم پر عجیب عجیب طرح کے اعتراض کئے جا رہے تھے۔ایک طرف قرآن کریم کے محفوظ رہنے کو لیکر اعتراض کئے جا رہے تھے تو دوسری طرف انبیاء کی عصمت پر حملے ہو رہے تھے ایک طرف جہاد کے مسئلہ کو لے کر قرآن کریم پر حملے ہو رہے تھے تو دوسری طرف خود مسلمان ناسخ و منسوخ کے جھگڑے میں پڑ چکے تھے کوئی خدا کی خدائی میں مسیح کو داخل کر رہا تھا تو کوئی مسیح کی آنحضرت ﷺ پر فضیلت بیان کرنے میں مصروف تھا خود مسلمانوں نے قرآن کریم کی ایسی ایسی تفاسیر لکھ چھوڑی تھیں جو لوگوں کے لئے اعتراض اور ہنسی ٹھٹھا کا باعث بن گئی تھیں۔ایسے زمانہ میں قرآن کریم کی عظمت کو جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء نے پوری دنیا کے سامنے پیش کیا اس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی اس جگہ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں خود مسلمانوں نے ناسخ و منسوخ کے مسئلہ کو کھڑا کر کے قرآن کریم کو شک کے دائرہ میں لا کھڑا کیا۔اس سلسلہ میں جناب مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان نے حسرت بھرے انداز میں لکھا

”حضرات متأخرین میں علامہ سیوطیؒ نے صرف بیس آیتوں کو منسوخ قرار دیا ان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ان میں بھی تطبیق کی صورت پیدا کر کے صرف پانچ آیتوں کو منسوخ فرمایا آگے لکھتے ہیں اور اب اِس کا انتظار ہے کہ کوئی جدید محقق ان پانچ کا بھی خاتمہ کر کے بالکل صفر تک پہنچا دے۔“

(معارف القرآن جلد اوّل تفسیر مفتی محمد شفیع صاحب)

معزز سامعین اس کو صفر تک پہنچانا علماء کا کام نہ تھا یہ صرف اور صرف اس وجود کا کام تھا جس کو خدا نے ہدایت دیکر کھڑا کیا اور جو مہدی کہلایا۔چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”قرآن حق و باطل میں فرق کرنے کے لئے آیا پھر اگر وہ معیار نہیں تو اور کیا ہے؟ بلاشبہ قرآن کریم تمام صداقتوں پر حاوی ہے اور تمام علوم میں جہاں تک صحت سے ان کو تعلق ہے قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں نیز فرمایا اور حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے۔

(الحق لدھیانہ ص 90۔91 روحانی خزائن جلد ۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

”ہاں یہ بات قرآن مجید میں نسخ ہے یا نہیں اس کے متعلق جہاں تک میرا فہم ہے یہی کہوں گا کہ آج تک کوئی ایسی آیت نظر نہیں آئی جو منسوخ اور موجود فی القرآن ہو“۔(حقائق الفرقان جلد اول ص 216)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر بتایا کہ شروع سے لیکر آخر تک سارا قرآن قابلِ عمل ہے بسم اللہ کی باء سے لے کر والناس کے س تک قرآن قائم اور قیامت تک کے لئے قابلِ عمل ہے“۔(تفسیر کبیر ص 97۔98)

نیز فرمایا۔

”حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کا کوئی حصہ

منسوخ نہیں اس کا ایک ایک لفظ قابلِ عمل ہے اور یہ قیامت تک قائم رہنے والی شریعت ہے‘‘

(تفسیر کبیر)

سامعین کرام کسی کتاب کی عظمت کا اظہار اس کتاب میں پائی جانے والی خوبیوں اور صفات سے ہو سکتا ہے قرآن کریم کے متعلق ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ یہ ساری قوموں اور سارے زمانوں کے لئے ہے اور قرآن کریم میں ایسی خوبیاں پائی جاتی ہیں جو کسی دوسری آسمانی کتاب میں موجود نہیں ہیں وہ خوبیاں نہ ویدوں میں ہیں نہ اناجیل میں نہ توریت میں ہیں نہ پرانے صحیفوں میں دنیا میں موجود تمام آسمانی کتب کی تمام خوبیوں کو اگر ایک جگہ جمع بھی کرلیا جائے تب بھی وہ قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کرسکتیں اس تعلق سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’قرآن شریف کو سب کتابوں پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ جس قدر قرآن شریف میں امور تکمیل دین کے جیسے مسائلِ توحید اور ممانعت انواع و اقسام شرک اور معالجات امراضِ روحانی اور دلائل ابطالِ مذاہبِ باطلہ اور براہین و اثبات عقائد حقہ وغیرہ بکمال شد و مد بیان فرمائے گئے ہیں وہ دوسری کتابوں میں درج نہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص 86 حاشیہ)

اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

’’قرآن کریم کو وہ عظمت حاصل ہے جو دنیا کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں اور اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ اس کی مذہبی کتاب بھی اس فضیلت کی حامل ہے تو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے اگر کوئی وید کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے اگر کوئی توریت کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے اگر کوئی انجیل کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے اور قرآن کا کوئی ایسا استعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کو میں بھی استعارہ سمجھوں پھر میں اس کا حل قرآن سے ہی نہ پیش کروں تو وہ بے شک مجھے اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھے لیکن اگر پیش کردوں تو اسے ماننا پڑے گا کہ واقعہ میں قرآن کریم کے سوا دنیا کی اور کوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں۔‘‘ (سوانح فضل عمر جلد ۳ ص ۱۵۱)

قرآن کریم کی عظمت ایک اور لحاظ سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ کوئی بھی دنیا کی مذہبی کتاب یہ دعویٰ نہیں کرتی کہ اس میں تمام سابقہ الہامی کتب کی اعلیٰ تعلیمات موجود ہیں یہ دعویٰ بھی صرف اور صرف قرآن کریم کو حاصل ہے ان تعلیمات اور واقعات کو بیان کر کے قرآن کریم نے پہلی الہامی کتب اور انبیاء پر بڑا احسان کیا ہے اس سلسلہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو ان کی تعلیموں کو جو قصہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے کیونکہ قرآن شریف کی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا ھُوَ بِالْھَزْلِ ہے۔‘‘ (الحکم 24 مارچ 1902)

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

معزز سامعین! ساری دنیا میں قرآن کریم کی عظمت کو پھر سے قائم کرنے کا بیڑا جماعت احمدیہ نے اٹھایا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کا اصل کام ہی قرآن کریم کی عظمت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا ہے قرآن کریم کی عظمت دنیا میں کس طرح قائم ہوسکتی ہے اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں۔

’’سو تم قرآن کریم کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔

نیز فرمایا ’’پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔‘‘ حضورؑ کیا خوب فرماتے ہیں۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’میں جماعت کے بھائیوں اور بہنوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ صرف احمدی کہلانا یا بیعت کرلینا کافی نہیں بلکہ آپ کا فرض ہے کہ قرآن کریم کی اور اسلام کی دنیا میں عزت قائم کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کو بلند کرنے والے ہوں۔ لیکن یہ کام ہرگز نہیں ہو سکے گا جب تک کہ دل میں اس کی محبت نہ ہو جب تک کہ قرآن پاک کا علم آپ کو حاصل نہ ہو جب تک کہ آپ اس کو کماحقہ سمجھنے والے نہ ہوں اور جب تک کہ ہمیشہ اس کے متعلق غور و فکر کرنے والے نہ ہوں پس تب تک آپ قرآن کریم کی عزت دنیا میں قائم کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔‘‘

نیز فرمایا۔ ’’میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی اور دنیا کی نگاہ میں بھی کبھی عزت حاصل نہیں کرسکتے۔ اگر آپ نے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنا ہے اور اگر آپ نے اس غرض کو جس کے لئے یہ جماعت قائم کی گئی ہے حاصل کرنا ہے تو ضروری ہے کہ آپ قرآن کریم سے پیار کرنے والے ہوں اس طرح کہ اس کے تمام احکام پر عمل کرنے والے ہوں قرآن کریم کی عزت کرنے والے ہوں قرآن کریم کے نور سے خود بھی منور ہوں اور پھر اس نور کی دنیا میں اشاعت بھی کریں‘‘۔

(الفضل 17 اگست 1966)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ۔

’’دلوں کو اللہ تعالیٰ کے نور سے بھرنے کے لئے یہ دیکھنے کے لئے کہ کون سی باتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور کون سی باتیں ہے جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم عطا فرمایا ہے ہمیں قرآن شریف سیکھنا اور پڑھنا چاہیئے جن کو قرآن کریم کا ترجمہ آتا ہے وہ دوسروں کو سکھائیں۔ قرآن کریم کے درس کو روزانہ جماعتوں میں رواج دیں، چاہے چند منٹ کا ہی ہو۔ تاکہ جو خود پڑھ اور سمجھ نہیں سکتے ان تک بھی یہ خوبصورت تعلیم وضاحت کے ساتھ پہنچ جائے۔ تلاوتِ قرآن کریم تو بہر حال ہر احمدی کو روزانہ ضرور کرنی چاہیئے تاکہ قرآن کریم کی برکات نازل ہوں اور دل تقویٰ سے بھرتے چلے جائیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد دوئم صفحہ 220۔221)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح پر نظر ڈالنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ قرآن کریم کی بہت تلاوت کیا کرتے تھے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے تھے ان کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک قرآن تھا جس کے متعلق آپ کا بیان ہے کہ ایک اندازہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قرآن کو کم از کم دس ہزار مرتبہ پڑھا ہوگا۔ آپ کا قرآن کریم اس قدر پڑھنا قرآن کریم سے آپ کی محبت کو ظاہر کرتا ہے اور یہی قرآن ہی ہے جس سے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے ایک وصیت لکھوائی جس میں درج فرمایا ’’قرآن کا درس جاری رہے‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

’’قرآن شریف کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ انسان اس کی طرف سے مونہہ موڑے، توجہ نہ کرے خصوصاً ہماری جماعت کا فرض ہے کہ قرآن شریف کو سیکھے اور دوسروں کو سکھائے‘‘۔

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 133)

معزز سامعین جماعت احمدیہ قرآن کریم کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے وہ کام کررہی ہے کہ دنیا کے کسی اسلامی ملک کو بھی یہ توفیق حاصل نہیں۔ ساری دنیا کو قرآن کریم کی حسین تعلیم سے روشناس کروانے کے لئے ساری دنیا کی معروف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے کا بیڑا خلفائے احمدیت کی نگرانی میں جماعت احمدیہ نے اُٹھایا ہے۔ جماعت اب تک بہتّر زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرکے دنیا کے سامنے پیش کرچکی ہے اور دیگر کئی زبانوں میں تراجم کا کام رات دن جاری ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر القرآن، خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقائق الفرقان، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمۃ القرآن کسی سے پوشیدہ نہیں خلافت کے سایہ میں یہ سب کام اس غرض سے کئے جارہے ہیں کہ تا قرآن کریم کی عظمت ساری دنیا پر قائم ہوجائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر کبیر میں عصمتِ انبیاء کو جس طرح قائم کیا۔ ہابیل، قابیل، احیاءِ موتیٰ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعات اور اصحابِ کہف کی حقیقت کو جس طرح بیان فرمایا نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کئے جانے والے تین جھوٹ سے جس طرح آپ کو پاک ثابت کیا وہ آپ ہی کا خاصہ تھا کہ آپ کی تفسیر کو پڑھ کر اپنے تو اپنے غیر بھی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ نے قرآن کریم کی وہ عظمت دنیا کے سامنے بیان فرمائی جس سے رہتی دنیا تک آنے والے مفسرین ہمیشہ فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کرام نے قرآن کریم کو ایک زندہ کتاب کے رنگ میں پیش کیا جو قیامت تک کی پیش خبریاں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور ہر زمانہ میں قرآن کریم کی عظمت کو دنیا پر ظاہر کرتی رہیں گی۔

سامعین کرام! جماعتی کاموں کو بہتر رنگ میں چلانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں باقاعدہ بہت سے شعبے قائم فرمائے وہیں دنیا بھر میں قرآن کریم کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے اور پوری دنیا کو قرآن کریم کے نور سے منور کرنے کے لئے ایک شعبہ نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی کے نام سے بھی قائم ہے۔ اس شعبہ کا فرض ہے کہ وہ ہر احمدی مرد و زن کو قرآن کریم ناظرہ پڑھنے اور ترجمہ سیکھنے اور حتی المقدور قرآن مجید کے حقائق و معارف سیکھنے کی طرف ترغیب دلائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے وقف عارضی کی جو تحریک فرمائی اسکا مقصد بھی یہی تھا کہ تا اس کے ذریعہ سے ہر احمدی کو قرآن کریم پڑھایا جائے حضورؒ فرماتے ہیں۔

’’ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کو سیکھیں، جانیں اس کی اتباع کریں، اور اس کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں اسی لئے میں نے قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ خلیفۂ وقت کا سب سے بڑا اور اہم کام یہی ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنے والا ہو اور نگرانی کرنے والا ہو کہ وہ لوگ جو سلسلہ حقہ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں کیا وہ قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھنے والے ہیں؟ اور اس سے منہ پھیرنے والے نہیں بلکہ اس کی پوری پوری اطاعت کرنے والے ہیں۔

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 298)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

’’تم قرآن کریم کے نور سے اپنے سینوں کو منور کرو اور پھر اس کائنات کو اس کے نور سے ایسی حسین بنا دو کہ تاریکی کا نام ونشان مٹ جائے۔ خدا کرے کہ لوگ قرآن کریم کی قدر کو پہچانیں۔ ہر دل میں قرآن کریم کا عشق پیدا ہو اور ہر صاحبِ دل اس کی برکات سے نوازا جائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل 13 جنوری 1979)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہیئے پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلہ میں کوشش کرنی چاہیئے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 688)

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی مخالفین ِاسلام قرآن کریم کی عظمت کو کم کرنے کی مذموم کوشش میں بے سود مصروف دکھائی دیتے ہیں۔ گذشتہ سال ہی کی بات ہے کہ ڈو چرچ کے پادری صاحب نے قرآن کریم پر بے جا اعتراضات اٹھا کر قرآن کریم کو جلانے کا اعلان کیا۔ ساری دنیا میں اس کے خلاف آوازیں بلند ہوئیں لیکن جس طریق پر جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کے اعتراضات کا منہ توڑ جواب دیا گیا کسی اور کو اس کی توفیق حاصل نہ ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو خطبات ارشاد فرمائے وہ جہاں عیسائی دنیا میں تہلکہ مچانے والے تھے وہاں قرآن کریم کی عظمت کو اجاگر کرنے والے بھی تھے۔ آپ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

’’پس یہ ایک اہم نکتہ ہے جسے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس زمانے میں اس کتاب کو پڑھنے سے مخالفین کے منہ بند کئے جا سکتے ہیں اور یہی اسلام کی عزت بچانا ہے‘‘ فرمایا ’’قرآن کریم میں وہ دلائل ہیں جس سے اسلام کی عزت قائم ہوگی اور اس جھوٹ کی جو مخالفین اسلام پر افتراء کرتے ہیں جڑیں اُکھیڑی جائینگی۔‘‘ (خطبہ جمعہ 7 مارچ 2008ء)

پس اگر آج ہمیں قرآن کریم کی عظمت کو قائم کرنا ہے تو ہم میں سے ہر ایک کو قرآن کریم کے نور سے منور ہونا ہوگا اس کا عرفان حاصل کرنا ہوگا اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ہم قرآن کریم کو پڑھنے والے ہوں گے اس کو سمجھنے والے ہونگے اور اس پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’آج اگر کوئی حفاظتِ قرآن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑا ہے تو وہ یہی مسیح موعود ہے اور آج اگر کوئی جماعت یہ کام احسن رنگ میں سرانجام دے سکتی ہے اور دے رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔۔۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کی عملی تصویر بننے کے لئے اپنی استعدادوں کے لحاظ سے بھی بھرپور کوشش کرے‘‘

(خطبہ جمعہ 20 اگست 2010)

آخر پر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اقتباس پڑھ کر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں۔

’’یہ خدمت جو میں نے کی، یہ رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔ وہ دشمن جو آج مجھ پر آوازیں کس رہے ہیں ان کو بھی بالآخر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ میں ہی خدا کی طرف سے اس زمانہ کیلئے خادمِ قرآن کے مقام پر کھڑا کیا گیا ہوں‘‘

حضور فرماتے ہیں:۔ ’’پس میں وہ شخص تھا جسے علومِ ظاہری سے کوئی علم حاصل نہیں تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھیجا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آ سکتے تھے۔ وہ علم خدا نے مجھے عطا فرمایا اور وہ چشمہ روحانی جو میرے سینے میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردے پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اس زمانے میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کیلئے شکست دے دوں۔ دنیا زور لگالے، وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے، عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں، یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 647)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حقیقی رنگ میں قرآن کریم کی عظمت کو قائم کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

❀❀❀

’’ایک نومسلم کی کھری باتیں‘‘

عبدالرشید ضیاء۔ مبلغ سلسلہ احمدیہ کشمیر

اخبار روزنامہ ’’مومن‘‘ سری نگر میں تلاش حق صفحہ 7 پر میرٹھ کے ایک نومسلم کی کھری باتیں، کے تحت ایک دلچسپ مکالمہ شائع ہوا ہے جس میں وہ اپنے مسلمان ہونے کی کہانی بیان کرتے ہوئے یوں گویا ہیں۔

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے 72 فرقے تھے اور میری اُمت کے 73 فرقے ہوں گے۔ جن میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا جب کہ 72 فرقے جہنم میں جائیں گے میں مسلمانوں کے جن فرقوں سے ملا ان سب نے اپنے فرقے کو جنتی قرار دیا اور دیگر جماعتوں کو دوزخی۔ مسلمان فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور اکثر فرقوں کا یہ حال ہے کہ وہ پیر صاحب بن کر سادہ لوح مسلمانوں کا استحصال کرتے ہیں۔ انہیں مزار پرستی کی ترغیب دیتے ہیں اور عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنے کے لئے اسلام جیسے خوبصورت دین کا چہرہ مسخ کرتے رہتے ہیں۔‘‘

آگے یہ نومسلم بیان کرتے ہیں:

’’مسلمان کس قدر گر چکے ہیں۔ اس کی مثال مجھے بہار میں ملی۔ جہاں ایک نومسلم نے ایک مسلمان عورت سے شادی کر لی۔ اور اس کے لئے اس نے چند ایک مسلمانوں سے دو ہزار دو سو (2200/-) روپے قرض لئے۔ شادی کے چند دنوں بعد یہ مسلمان نومسلم سے ملے اور قرضے کی ادائیگی کا تقاضا کرنے لگے۔ نومسلم نے چند دنوں کی مہلت مانگی لیکن اُنہوں نے ایک نہ سنی اور اس کے گھر میں داخل ہو کر نئی نویلی دلہن کا ہاتھ پکڑا اور باہر نکال کر کہا جب تک تو پیسوں کا بندوبست نہیں کرتا تیری بیوی ہمارے پاس گروی رہے گی۔ اس دوران قادیانیوں کی ایک جماعت وہاں پہنچ گئی اور انہوں نے نومسلم کو پانچ ہزار روپے کی رقم ادا کی۔ جن پیسوں سے اُس نے مسلمانوں کا قرضہ چکا دیا۔

اب سُنا ہے کہ وہ نومسلم (عمر) اور اسکی بیوی دونوں قادیانی ہو گئے ہیں اور اس وقت قادیان میں قادیانیوں کے مرکز میں رہائش پذیر ہیں۔ اب بتائیے ان دونوں میں گنہگار کون ہے؟ محض 22 سو روپے کی مدد کے لئے اُس کی بیوی کو اُٹھانا کون سا دین ہے؟ اگر مسلمان ایک نومسلم کی مدد کے لئے سامنے نہیں آئینگے تو بھلا پھر کون آسکتا ہے؟‘‘ (مومن، سرینگر ہفتہ وار شمارہ جلد 23)

اس بیان کو پڑھ کر یہ حقیقت کھل جاتی ہی:

یہ مسلمان ہیں، جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

دوسری طرف حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور تکلیف کو دور کیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو اس سے دور کرے گا۔ اور جس شخص نے کسی تنگدست کو آرام پہنچایا اور اسکے لئے آسانی مہیا کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے لئے آسانیاں مہیا کرے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد پر تیار رہتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد کے لئے تیار ہو۔۔۔۔ الآخر (مسلم شریف صفحہ: 231 جلد 2)

پس ان ہر دو طرز عملوں سے یہ ثابت ہے کہ ایک طرف مسلمانوں میں سے وہ کثیر تعداد جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں۔ عملی لحاظ سے اور اخلاقی لحاظ سے کس قدر گراوٹ کے شکار ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف وہ جماعت جو اُن کی نظروں میں ’’غیر مسلم‘‘ جماعت ہے۔ اسلامی اخلاق، بھائی چارہ اور اپنے مسلمان بھائیوں کی تکالیف دور کرنے میں سب سے آگے ہے اور اسلامی کردار کو عملاً قائم کر کے دنیا میں یہ ثابت کر رہی ہے کہ یہی جماعت حقیقی اسلام پر کاربند ہے۔ اور و الفرقة الناجية هم اهل السنة البيضاء المحمديه و الطريقة النقية الاحمدية (یعنی ناجی فرقہ وہ ہے جو روشن سنت محمدیہ اور پاکیزہ طریقہ احمدیہ پر قائم ہوگا) کی مصداق ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ (بحوالہ مشکوۃ فروری 2012 صفحہ 30)

❀❀❀❀

FLAT FOR SALE

White Avenue, Near Mohalla Ahmadiyya Qadian

Valued By: Tamirat Department. Sadr Anjuman Ahmadiyya Qadian

Covered Area: 1125 Sq Ft. (Fully Completed)

(2 Bed rooms, 1 Living room, 1 Bath room, 1 kitchen)

(14'x14' 20'x21' 10'x12' 12'x12')

Value Ground Floor: 13,79500/-

Ist Floor: with 150 Sq Ft. with Balcony 13,99500/-

Contact: 9815340778, 0044-7404528275

e-mail: sonybuttar1@hotmail.com

اذکروا موتکم بالخیر

والد محترم عبد الحمید ظفر صاحب کی یاد میں

ندیم احمد سہیل قادیان

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

25 جون 2011ء کا دن ہم سبھی افراد خاندان کے لئے بہت دکھ اور غم کا دن تھا جب ہمارے پیارے والد محترم عبد الحمید ظفر صاحب ابن مکرم حافظ سخاوت علی صاحب مرحوم قادیان بوجہ عارضہ قلب بعمر 68 سال اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

والد صاحب 1944ء میں شاہجہانپور یوپی میں پیدا ہوئے اور چھ سال کی عمر میں 1950ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر اپنے والدین اور بھائی بہنوں کے ہمراہ قادیان آئے۔ کچھ سال محلہ احمدیہ میں اپنے والدین کے ساتھ رہے پھر وہاں سے مکرم نواب محمد علی صاحب کی کوٹھی ’’دارالسلام قادیان‘‘ میں اپنے والدین کے ساتھ بطور رہائش شفٹ ہوگئے۔ یہاں پر والد صاحب نے اپنی زندگی کے 40 سال بہت صبر و شکر کے ساتھ گزارے۔ والد صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ انتہائی زندہ دل اور خوش اخلاق اور رحم دل شخصیت کے مالک تھے۔ بلند حوصلہ اور مضبوط قوّت ارادی کے ساتھ ساتھ خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی ان کا خاصہ تھا۔ کسی بھی مشکل کے وقت چہرے پر ذرا بھی گھبراہٹ کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ دوسروں کی ہمّت بندھاتے تھے۔ ہارٹ پیشنٹ ہونے کے باوجود ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ہر کام میں ہمارا ساتھ دیتے تھے۔ والد صاحب کبھی کسی کام سے ہمّت نہیں ہارتے تھے۔

اللہ کے فضل سے والد صاحب موصی تھے۔ اور صوم صلوٰۃ اور چندوں کے پابند تھے۔ کسی چندے کا بقایا نہیں رکھتے تھے۔ سلسلہ کے وفادار اور جماعت کے ساتھ پورا تعاون کرتے تھے۔ ہر جلسہ و اجلاس میں بروقت حاضر ہوتے تھے۔ کبھی بھی کہیں جماعتی طور پر ڈیوٹی لگائی جاتی تھی تو انتہائی خلوص اور ذمہ داری کے ساتھ وقت سے پہلے اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو جاتے تھے۔ والد صاحب کو ایم ٹی اے سے بہت لگاؤ تھا ہر وقت ایم ٹی اے چینل لگا رہتا تھا۔ خاص کر خطبہ جمعہ اور پروگرام راہ ھدیٰ بہت شوق سے سنتے تھے۔

والد صاحب کو گھڑی سازی کا پیشہ اپنے والد صاحب سے ورثہ میں ملا۔ معمولی سی گھڑیوں کی دوکان سے بڑی محنت، ایمانداری اور قربانی سے کام کیا۔ والد صاحب بہت خوددار انسان تھے زندگی میں کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے والد صاحب کے اس کام میں اتنی برکت دی کہ ہم چاروں بہن بھائیوں کو اچھی تعلیم دلوائی اور عمدہ لباس پہنایا۔ ہم لوگوں کو کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی۔ ہماری ہر ضرورت کا خیال رکھا۔

1982ء میں والد صاحب پاکستان تشریف لے گئے۔ وہاں پر والد صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ والد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ حضور میرے لئے دعا کریں مجھے چند ماہ قبل دل کا شدید حملہ ہو چکا ہے تو حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو کون ہارٹ پیشنٹ کہتا ہے ماشاء اللہ آپ تو بہت سمارٹ ہیں۔ تب سے اللہ تعالیٰ کا والد صاحب پر اتنا فضل ہوا کہ 1982ء سے لیکر جون 2011ء تک والد صاحب کو کبھی دل کی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ والد صاحب بہت نیک انسان تھے۔ اُنہوں نے جماعت احمدیہ سے متعلق کچھ خوابیں دیکھی تھیں حضور انور نے اُن خوابوں کا مطلب بہت اچھا بتاتے ہوئے والد صاحب کو خوشنودی کا خط بھی لکھا تھا۔

والد صاحب کو تیراکی کا بہت شوق تھا۔ تقسیم ہند کے معاً بعد جب قادیان کی ڈھاب کا پانی صاف ہوتا تھا تب اپنے دوستوں کے ساتھ تیراکی کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ پھر ہرچووال کی نہر میں بھی تیرنا عام تھا۔ تیراکی اور ڈائیو کرنے میں آپ کا جواب نہیں تھا۔ والد صاحب نے کئی مرتبہ ڈوبتے ہوئے لوگوں کو بچایا۔ ایک مرتبہ مکرم ڈاکٹر منوّر علی صاحب مرحوم ہرچووال کی نہر میں ڈوب رہے تھے۔ کافی لوگ نہر کے کنارے بیٹھے دیکھ رہے تھے مگر کسی کی ہمّت نہیں ہوئی کہ اُن کو بچاتا۔ مگر والد صاحب نے اُسی وقت نہر میں چھلانگ لگا کر کافی محنت اور مشقّت کے ساتھ اُن کو پانی سے باہر نکال لیا۔ ہمیں آج بھی والد صاحب کا نہر کے پل سے ڈائیو لگانا یاد ہے۔ جب وہ پل پر چڑھ کر نہر میں اُلٹی ڈائیو لگانے کے لئے کھڑے ہوتے تو راستے سے گزرنے والے راہگیر یہاں تک کہ بس ڈرائیور تک بس روک کر اُن کی ڈائیو دیکھا کرتے تھے۔ اللہ کے فضل سے والد صاحب اتنی ہمّت رکھتے تھے کہ ہارٹ پیشنٹ ہونے کے باوجود انہوں نے کئی مرتبہ دریا چناب ربوہ کے اُوپر والے پل سے بیچ دریا میں ڈائیو لگائی تھیں۔

والد صاحب کو مچھلی اور پرندوں کا شکار کرنا بہت پسند تھا۔ اکثر ہم دونوں بھائی اپنے والد صاحب کے ساتھ دریا بیاس پر مچھلی کا شکار کھیلنے جایا کرتے تھے۔ پرندوں کا شکار کرنے کے لئے غلیل کا استعمال کرتے تھے اور کمال کے نشانے باز تھے۔

والد صاحب نے اپنی زندگی کے آخری وقت تک اپنے آپ کو اتنا maintain رکھا کہ بعض غیر مسلم لوگ والد صاحب کو ہمارا بڑا بھائی سمجھتے تھے۔ والد صاحب بہت زندہ دل انسان تھے۔ صاف ستھرے پریس کئے ہوئے کپڑے پہننا اُنکا شوق تھا۔ 1982ء میں پہلی مرتبہ دل کا شدید عارضہ لاحق ہوا۔ لیکن اللہ کے فضل سے ایک ماہ کے اندر صحت یاب ہوکر واپس گھر آ گئے تھے۔ 1982ء سے لے کر 2011ء تک محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے طفیل کبھی دل کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور بہت دلیری اور زندہ دلی کے ساتھ زندگی بسر کی۔

21 جون 2011ء کی رات والد صاحب کھانا کھا کر آرام کر رہے تھے کہ اچانک حرکت قلب تیز ہونے پر محترم ڈاکٹر عبد الرشید بدر صاحب کے مشورے سے بٹالہ آکاش ہارٹ سینٹر میں لیجایا گیا۔ وہاں پر والد صاحب سیریس حالت میں بھی اپنے پورے ہوش حواس میں بات کر رہے تھے۔ وہاں کے ڈاکٹر بھی حیران تھے کہ اتنا خطرناک ہارٹ اٹیک ہونے پر بھی یہ شخص کس طرح بات کر رہا ہے۔ ڈاکٹروں نے فوری طور پر I.C.U میں داخل کر لیا۔ وہاں 3/4 گھنٹے I.C.U میں رہنے کے بعد حالت اور تشویشناک ہونے پر بٹالہ کے ڈاکٹر نے امرتسر ریفر کر دیا۔ رات کو ہی E.M.C ہسپتال (ککڑ) امرتسر لیجایا گیا۔ وہاں پر شام تک والد صاحب اپنے پورے ہوش حواس میں باتیں کر رہے تھے۔ مگر اُن کو سانس لینے میں بہت پریشانی ہو رہی تھی اور دل بھی بہت کمزور ہوتا جا رہا تھا۔ شام 5 بجے دوران آپریشن والد صاحب کو دوسرا دل کا حملہ ہوا اور حرکت قلب رک گئی۔ تبھی فوری طور پر ڈاکٹروں والد صاحب کیلئے venti leter تجویز کیا اور اُس کے بعد 4 دن تک آپ VENTI LETER پر رہے لیکن تا وقت آخر آپ کو ہوش نہیں آیا۔ اور آخر 25 جون 2011 رات گیارہ بجے حرکت قلب بند ہونے سے والد صاحب اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ **انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔**

والد صاحب مرحوم کی نماز جنازہ محترم ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی

والدہ صاحبہ کے علاوہ ہم دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ خاکسار ندیم احمد سہیل شادی شدہ ہے اور اللہ کے فضل سے خاکسار کی دو بیٹیاں ہیں۔ چھوٹا بھائی فہیم احمد ظفر شادی شدہ ہے اور اللہ کے فضل سے اس کے دو بیٹے ہیں۔ بڑی بہن شبانہ حمید بھی شادی شدہ ہیں۔ اُن کی شادی حیدر آباد میں مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب مرحوم کے بیٹے مکرم رضوان احمد صاحب سے ہوئی ہے۔ چھوٹی بہن فرح حمید زیر تعلیم ہیں۔ والد صاحب کے تین بھائی ’’مکرم محمد حنیف صاحب لندن میں، مکرم مظہر الحق صاحب امریکہ میں اور مکرم مظفر احمد اقبال صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کی مرکزی لائبریری میں (بطور انچارج لائبریری) خدمت بجا لا رہے ہیں۔ ایک بہن عابدہ سلطانہ ربوہ پاکستان میں ہیں۔

احباب کرام سے درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور ان کا خود کفیل و کارساز ہو۔ آمین

خاکسار کی والدہ صاحبہ بھی علیل رہتی ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں والدہ صاحبہ کی کامل شفایابی کے لئے بھی دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

❁❁❁

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ناظر بیت المال آمد قادیان کے نام مکتوب گرامی

لندن

QDN/ 659/ 23.4.12

مکرم ناظر صاحب بیت المال آمد قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی فیکس 2141/12/3-27 موصول ہوئی جزاکم اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل فرمایا اور بجٹ سے بڑھ کر وصولی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کے اموال و نفوس میں بہت برکت عطا فرمائے اور مالی قربانیوں کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور تربیت کے میدانوں میں بھی ہمیشہ ان کا قدم ترقی کی طرف گامزن رکھے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کارکنان سلسلہ کی کوششوں کو قبول فرمائے، ہمیشہ اپنے پیار کی نظر ڈالتا رہے۔ آپ کو مقبول خدمت کی توفیق عطا فرماتا رہے اور ہر آن حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

دستخط: خلیفۃ المسیح الخامس

دہلی بُک فیئر میں جماعت کی شمولیت

الحمدللہ کہ امسال ماہ فروری میں احمدیہ مسلم جماعت کو دہلی کے پرگتی میدان میں N.B.I کے تحت 9 روزہ بک فیئر میں بک سٹال لگانے کی توفیق ملی۔

25 فروری 2012 کو صبح 11 بجے سے بک فیئر کا افتتاح ہوا۔ امسال اس بک فیئر میں 20 بڑے ہال تھے جن میں دنیا بھر کے تقریباً 2400 اسٹال لگائے گئے تھے اور کل 18 ممالک کی نمائندگی تھی۔ 40 languages میں ستّر ہزار سے زائد ٹائٹلز کی نمائش کی گئی تھی جماعت احمدیہ کے بک اسٹال کے لئے ہال نمبر 9 میں 24 تا 27 اسٹال بک کروائے گئے تھے۔ ہمارے اسٹالز پر اُردو کتب کے 441 ٹائٹل انگریزی کتب کے 91 ٹائٹل ہندی کی کتب کے 26 ٹائٹل اور قُرآن مجید کے 52 تراجم display کے لئے رکھے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے ہی روز سے ہمارے اسٹال میں گہما گہمی شروع ہوگئی اور ہر طبقہ کے لوگ ہمارے اسٹال میں آنے لگے۔ مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی احباب کے ساتھ ساتھ اردو، ہندی، انگریزی، عربی، پنجابی، ملیالم، کشمیری، بنگالی، اور انڈونیشین زبان جاننے والے لوگ کثرت کے ساتھ ہمارے بک اسٹال پر آتے رہے۔ بک اسٹال کل 9 یوم صبح 11 بجے سے رات 8 بجے تک بغیر کسی وقفہ کے جاری رہا۔ تمام ایام میں کثیر تعداد میں ہر طبقہ کے افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤثر رنگ میں پہنچانے کی توفیق ملی۔ بک اسٹال کے انعقاد کے پورے ایام میں نماز باجماعت کا باقاعدگی کے ساتھ اہتمام کیا گیا اور نماز جمعہ بھی باجماعت ادا کی گئی۔ ہمارا پرگتی میدان میں نماز باجماعت ادا کرنا بہت سے لوگوں کی دلچسپی اور حیرت کا باعث بنا کیونکہ پورے بک فیئر میں کئی اسلامی ممالک کی نمائندگی تھی لیکن سوائے ہمارے کوئی بھی مسلمان نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ نماز باجماعت باہر کھلے میدان میں ادا کی جاتی تھی بعض مسلمان باجماعت نماز ادا ہوتی دیکھ کر ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہوجاتے تھے اور بعد نماز ہم کو تبلیغ کا موقعہ بھی مل جاتا تھا۔ N,B,T جو اس بک فیئر کو منعقد کرنے والی کمیونیٹی ہے اس نے ایک لیف لیٹ شائع کیا جس میں بک فیئر کی یادگار تصاویر شائع کی گئیں اس میں صرف ہماری تصویر نماز باجماعت ادا کرتے شائع ہوئی۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی شان ہے کہ جن کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاتا ہے وہ تو ارکان اسلام کی پابندی کرتے ہوئے دیکھے بھی جاتے ہیں اور دیکھائے بھی جاتے ہیں لیکن جو مسلمان ہونے کے دعوے دار ہیں اور اپنی اجارہ داری اسلام پر سمجھتے ہیں وہ وہاں اسلامیات کے قریب پھٹکتے نظر نہیں آئے۔

بک فیئر کے انعقاد سے قبل جماعتی بینرجن میں، حضرت مسیح موعودؑ کا کے اقتباسات، اشعار اور احادیث حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شائع کرائے گئے تھے اسی طرح ایک الگ سے موٹے کاغذ کا لفافہ لوگو کے ساتھ بنوایا گیا تھا تا کتب خرید کرنے والے کو لفافہ میں ڈال کر کتب دی جائیں اسی طرح اسٹیکر بھی بنوائے گئے تھے جس میں دہلی مشن کا پتہ مع فون نمبر چھاپا گیا تھا یہ اسٹیکر خصوصی طور پر فری لیٹریچر یا لفافوں میں لگائے گئے تھے تا کہ لیٹریچر لینے والوں کو رابطہ کرنے میں مشکل نہ ہو۔

تقسیم لیف لیٹس: حضوانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات کے پیش نظر لیف لیٹ کی تقسیم کے لئے خاص لائحہ عمل بنایا گیا تھا اور اس کام کے لئے خصوصی طور پر چھ چنندہ لڑکے جو اپنی بات کو بغیر کسی جھجک کے صحیح رنگ میں بیان کر سکتے ہوں لئے گئے تھے۔ لیف لیٹ کی تقسیم کے لئے قادیان اور دہلی کے چنندہ خدام کی دو ٹیمیں بنای گئیں ایک لیف لیٹ کی تقسیم کے لئے اور دوسری ٹیم پھینکے ہوئے یف لیٹس کو اُٹھانے کے لئے۔ لیف لیٹ کی تقسیم کے لئے پرگتی میدان کے انٹرنس کے مین گیٹوں پر دو دو لڑکے رکھے گئے جو بک فیئر میں آنے والوں کو جماعت کے پیغام کے مختصر تعارف کے ساتھ لیف لیٹ دیتے تھے۔ لیف لیٹ کی تقسیم کے ساتھ دوسری ٹیم جائزہ لیتی تھی اور اگر شاذ کے طور پر کوئی لیف لیٹ نیچے گرا پڑا ہوا ملتا تو وہ اُسکو اُٹھا لیتے تھے۔

بک فیر کے ایام میں ہر رات کاموں کا جائزہ لینے کے لئے میٹنگ کی جاتی تھی پہلی رات اس معاملہ پر غور کیا گیا کہ کس طرح لیف لیٹ کو اس رنگ میں تقسیم کیا جائے کہ لوگ ضائع نہ کریں اگلے روز پروگرام کے مطابق ہماری طرف سے بنوائے گئے ہینڈ بیگ میں لیف لیٹ اور فری لیٹریچر ڈال کر دیا گیا جس سے غیر معمولی طور فائدہ ہوا ایک تو ہمارا لیٹریچر بلکل گرنا بند ہو گیا دوسرا پورے پرگتی میدآن بک فیر میں ہمارا ہینڈ بیگ نظر آنے لگا اور ایک اتفاق ایسا بھی ہوا کہ ہمارے ہینڈ بیگ کا رنگ پیلا تھا جو پورے پرگتی میدان میں سب سے منفرد تھا جس کی وجہ سے سب میں نمایاں طور پر نظر آ رہا تھا ایک طرف تو یہ بات ہم کو خوش کر رہی تھی کہ ہمارا لیٹریچر زیادہ سے زیادہ مرد اور خواتین تک پہنچ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ضائع بھی نہیں ہو رہا تو دوسری طرف ہمارے مخالفین کو یہ بات بہت غصہ دلا رہی تھی اور وہ اپنے حسد اور بغض کی آگ میں جلتے چلے جا رہے تھے ہمارے ہینڈ بیگ کا رنگ پیلا تھا وہاں کے علماء اور مسلمانوں نے ہمارا نام چڑ کر پیلے جھنڈے والے رکھ دیا اور ہر آنے جانے والے کے ہاتھ میں ہمارا لیف لیٹ دیکھ کر بک فیئر کی انتظامیہ سے ہماری شکایت بھی کی کہ بک فیئر صرف کتب کی فروخت کرنے کے لئے ہے نہ اپنے دین کی اشاعت کے لئے ہے اور قادیانی فرقہ کے لوگ اپنی کتب فروخت کرنے کی بجائے صرف اپنے دین کی اشاعت کر رہے ہیں۔ نہ صرف وہ مسلمانوں کو بہکا رہے ہیں بلکہ دوسرے مذاہب کے بھولے بھالے افراد کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کو اس حرکت سے فوری روکا جائے اور ان پر پابندی لگائی جائے۔ اسی طرح ہمارے خلاف ہندوستان کی اخبارات مثلاً اخبار انقلاب، صحافت، اخبار جدید وغیرہ میں خبریں شائع ہوتی رہیں۔ جو لیف لیٹس اور لٹریچر فری تقسیم کیا گیا اس کے اسماء درج ذیل۔

World in search of peace, A call unto peace,the sacred life,
The review of religions,

ہمارا خدا زندہ خدا، ہمارا رسول زندہ رسول، قرآن مجید زندہ کتاب، جماعت احمدیہ کا تعارف، مسئلہ ختم نبوت اور جماعت احمدیہ، عالم اسلام امام مہدی کی تلاش میں، جماعت احمدیہ کی سماجی خدمات، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا uk جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بیان فرمودہ اختتامی خطاب، رسول اللہ کے عاشقوں کو مہانو بھوتی پورن اُپدیش۔ اس کے علاوہ ایک پمفلیٹ بک اسٹال کی تشہیر کے لئے بھی تیار کیا گیا تھا۔ اسی طرح بک فیئر کے کل نو ایام میں کل/ـ 600000 سے زائد فری لیٹریچر تقسیم کیا گیا۔

تبلیغ: اس بک فیئر میں تبلیغ کے کام کی طرف خصوصی توجہ تھی۔ تبلیغ کے لئے خصوصی طور پر مکرم عبدالعلیم صاحب نگران انتظامی امور مکرم عطاء المجیب صاحب لون مکرم عبدالہادی کاشف صاحب اور مکرم مبشر احمد خادم صاحب مقرر کئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید نصرت کے ساتھ انہوں نے اپنے کام کو بخوبی سرانجام دیا۔

تبلیغ کے لئے باقاعدہ اسٹال میں علیحدہ کیبن تیار کیا گیا تھا جس میں بٹھا کر سارا دن تبلیغی گفتگو ہوتی رہتی تھی، اس بار ہماری طرف سے کل چار اسٹال بک کروائے گئے تھے یہ بات خصوصی طور پر بار بار دیکھنے میں آئی کہ تبلیغ کے لئے جگہ بہت کم پڑ جاتی تھی کیبن کے علاوہ اسٹال کے اندر دوسری جگہوں پر بھی کرسیاں رکھ کر اور کھڑے ہو ہو کر تبلیغ کی جاتی تھی جس سے اسٹال میں بہت رش ہو جاتا تھا۔ رش ہونے کے بعد مزید لوگوں کا اندر آنا مشکل ہو جاتا تھا۔ چونکہ ہمارے اسٹال میں تبلیغ کی وجہ سے ہمیشہ رش رہتا تھا اس کا اثر ساتھ والے اسٹال والوں پر بھی بہت پڑتا تھا ان میں سے کئی نے ہم سے پوچھا کہ آپ میں آخر کیا بات ہے کہ لوگ آپ کے اسٹال میں ہمیشہ بھرے رہتے ہیں اور آپ کی کتب بھی بہت سیل ہوتی ہیں۔

ان ایام میں بڑی تعداد میں غیر احمدی احباب نے جماعت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے شوق کا اظہار کیا چنانچہ ایسے تمام احباب کو مبلغین کرام نے جماعت کا تعارف کرایا اور اسکی بناء و مقاصد کے بارے بتایا۔

بک فیئر کے کل نو ایام میں ایک ہزار سے زائد مسلم و غیر مسلم احباب کے ساتھ تبلیغی گفتگو ہوئی، ہمارے اسٹال میں آنے والے تو ویسے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے سوائے مولویوں کے باقی سلجھے ہوئے سنجیدہ اور پڑھے لکھے طبقہ کے لوگ تھے۔ مسلم احباب کے ساتھ اختلافی مسائل پر سیر کن باتیں ہوئیں، ایک موقعہ پر ہمارے اسٹال میں بعض دیوبندی علماء سے تبلیغی گفتگو چل رہی تھی کہ دوران گفتگو دیوبندی علماء نے لاجواب ہو کر تلخ زبانی اختیار کی تو وہاں پر کھڑے ایک اور غیر احمدی عالم نے جو غالباً بریلوی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا مداخلت کرتے ہوئے دیوبندی عالم کو روکا تو دیوبندی عالم نے اس سے بھی سخت زبان میں بات کرتے ہوئے کہا کہ تم بلکل چپ کر جاؤ بس اتنا کہنا تھا کہ دونوں آپس میں گالی گلوچ کرنے لگے بہر حال معالے کو کسی طرح سنبھالا گیا دونوں فریقین کو سمجھا بجھا کر بھیجا گیا۔ ہمارے اخلاق اور طریق سے وہاں پر موجود دوسرے لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا اور دوسرے مسلمانوں کو اپنے علماء کی اس حرکت سے بہت شرمندگی ہوئی اور بعض نے تو کہا کہ مسلمان آج ہمارے ان علماء کی حرکات کی وجہ سے بدنام ہوئے ہیں۔

بک فیئر کے ایام میں بہت سارے لوگوں نے برملا طور پر اس بات کا اعتراف کیا کہ ہمارے اور آپ میں سوائے نبوت کے معاملہ کے اور کوئی اختلاف نہیں۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ ہم نے آپ کے بارے بہت کچھ سنا ہوا تھا کہ قادیانی یا احمدی مسلمانوں سے بلکل الگ عقائد رکھتے ہیں۔ ہم کو آپ میں ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی جس کو ہم غیر اسلامی کہہ سکیں یا یہ کہہ سکیں کہ آپ کا دین ہم سے الگ ہے۔

بک فیئر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کے بہت موقعے ملے کیونکہ بک فیئر میں مخالفین کی خصوصاً دیوبندی علماء کی طرف سے بھی اسٹال لگایا گیا تھا انکے اسٹال میں آدھے سے زائد جو قیمتاً لیٹریچر تھا وہ ہمارے ہی خلاف رکھا ہوا تھا اور جو فری لیٹریچر تھا وہ تو سارے کا سارا ہماری ہی مخالفت میں تقسیم کیا جا رہا تھا۔ اب چونکہ بک فیئر میں آنے والے تمام لوگ ہی پڑھے لکھے اور کتابوں کو شوق رکھنے والے ہوتے ہیں جب انکے ہاتھوں میں ہمارے خلاف لیٹریچر پہنچتا تو اس کی تحقیق کے لئے ہمارے اسٹال پر ضرور آتے اور بہت اچھا تاثر لیتے اور اکثر ان میں سے ہمارے اسٹال سے تحقیق کے لئے کتب بھی خریدتے اور ہمارے طرف سے انکو فری لیٹریچر اور لیف لیٹ بھی دیا جاتا۔ الغرض ہمارے مخالفین کی وجہ سے تشہیر کے معاملہ میں ہمکو بہت فائدہ ہوا جو تشہیر ہم ہزاروں روپیہ خرچ کر کے بھی نہیں کر سکتے تھے وہ ہمارے مخالفین نے ہمارے خلاف لیٹریچر تقسیم کر کے اور اخبارات میں ہمارے خلاف مضامین شائع کر کے کر دی بعض لوگوں نے تو اس بات کا اعتراف کیا کہ ہم نے دیوبندیوں کے اسٹال میں اکثر کتابیں آپ ہی کے خلاف رکھی ہوئی دیکھیں ہیں لیکن آپ کے اسٹال میں ہم نے کسی کے بھی خلاف لیٹریچر

نہیں دیکھا، اسکے جواب میں انکو بتایا گیا کہ ہم یہاں پر صرف خدمت اسلام کے سلسلہ میں آئے ہیں ہم کسی کی مخالفت کی بجائے اس بات میں یقین رکھتے ہیں کہ جو بھی ہمکو وقت ملے وہ ہم خدمت اسلام میں لگا دیں آپس میں لڑنے جھگڑنے سے اسلام کو فائدہ کی بجائے صرف نقصان ہیں پہنچتا ہے۔ ایسے بھی آئے جنکو قرآن مجید کی نمائش جو دہلی میں لگائی گئی تھی اس کی مخالفت کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے بارے میں پتہ لگا اور تحقیق کے لئے جستجو پیدا ہوئی کہ اگر احمدی غیر مسلم ہیں تو پھر آخر قرآن مجید کی خدمت کیوں کر رہے ہیں اور اختلافات کی کیا وجوہات ہیں۔

جب خصوصا مسلمان تمام شکوک اور وساوس کے ساتھ تحقیق کے لئے ہمارے اسٹال پر آتے تو گفتگو کرنے کے بعد ان میں سے اکثر جاتے ہوئے کم از کم یہ تاثر ضرور دیتے کہ آپ کی بات کا آسانی سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپ کے پاس دلائل ہیں اور دلائل کا دلائل ہی سے جواب دیا جانا چاہیئے ورنہ آپ پر پابندی لگانا یا زبردستی روکنا دوسروں کے پاس آپ کے مقابل پر دلائل نہ ہونے اور دشمنی اور بغض کی وجہ سے ہے۔

ایک بڑی تعداد میں ہندو، سکھ، اور عیسائی بھی ہمارے اسٹال پر تشریف لائے انہوں نے خصوصی طور پر اسلامی تعلیمات پر سوالات کئے مثلاً اسلام میں عورت کا مقام، جہاد، پردہ، ایک سے زائد شادیاں، مسلمانوں میں خصوصی طور لڑکیوں کی تعلیم کا فقدان، ان تمام سوالات پر تسلی بخش جوابات دیئے گئے ان کو خصوصی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتب ISLAM'S RESPONSE TO CONTEMPORARY ISSUES , اور REVELATION RATIONALITY KNWOLEGE & THE TRUTH کا تعارف کراوایا گیا اور یہ کتب غیر مسلم افرد کی دلچسپی کا مرکز بنی رہیں اور کئی کتب انکی طرف سے خرید بھی کی گئیں۔ غیر مسلم افراد ہمارے ساتھ گفتگو کر کے بہت متاثر ہوئے اور برملا طور پر اس بات کا اظہار کیا کہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایسے مسلمانوں سے ہمارا رابطہ ہوا ہے جو اتنے روشن خیال اور اصل انسانیت کا پیغام دینے والے ہیں نہیں تو اس سے قبل وہ مسلمانوں سے رابطہ رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ان میں بعض نے آئندہ بھی رابطہ رکھنے کی خواہش ظاہر کی اور اپنا پتہ visitor's book میں نوٹ کر کے بک اسٹال کے بارے میں مثبت تاثرات درج کئے۔ ان احباب میں سے اکثر ایسے احباب تھے جو تعلیم یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتے تھے ہمارے اسٹال میں آکر سوالات کرنے والوں میں ایک بڑی تعداد مستورات کی بھی تھی۔ یہ بک فیئر خصوصی طور پر ہمارے لئے تبلیغ کا ایک بڑا ذریعہ بنا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان ایام میں کئی ایسے لوگوں سے رابطے بنے ہیں جن میں سے بعض سے امید کی جاسکتی ہے کہ انشاء اللہ ان سے مستقل رابطہ کے بعد وہ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوسکتے ہیں اسکے لئے خاص دعا کی بھی درخواست ہے۔ ایسے افراد کو فری لیٹریچر کے ساتھ ساتھ جماعت کی ویب سائٹ toll free نمبر وغیرہ کے تعلق سے بھی بتایا گیا تا کہ وہ مزید اور مؤثر معلومات حاصل کر سکیں۔

3 مارچ 2012 کو بک فیئر میں ڈاکٹر اے، پی، جے عبدالکلام سابق صدر بھارت و معروف سائنس دان تشریف لائے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکرم عطاء المجیب لون صاحب کو سخت سکیورٹی کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب revelation rationality knowledge & truth دینے کا موقعہ ملا۔ حالانکہ سخت سکیورٹی کے پیش نظر ڈاکٹر اے، پی، جے عبدالکلام صاحب تک پہنچنا ناممکن تھا لھذا مکرم عطاوالمجیب صاحب اس کتاب کو لیکر اس راستہ پر کھڑے ہو گئے جہاں سے مکرم عبدالکلام صاحب نے گزرنا تھا جب وہ وہاں سے گزرے تو مکرم عطاء المجیب صاحب نے کتاب کو اُن کی طرف بڑھایا جب اُن کی نظر اس کتاب کے ٹائیٹل پر پڑی تو وہ ایک لمحہ کے لئے رکے اور از خود ہاتھ بڑھا کر اس کتاب کو لے لیا حالانکہ وہاں پر بہت سے لوگ اپنی کتب دینے کے لئے کھڑے تھے۔

اسی طرح H,R,D وزارت کی سیکریٹری برائے تعلیم شریمتی وبھا پوری داس کو بھی موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف لطیف The philosphy of teaching of islam بطور تحفہ دی۔

علاوہ ازیں سابق وزیر مملکت برائے خارجی امور مکرم ششی تھرور بھی بک فیئر میں آئے چنانچہ ان کو بھی جماعتی لیٹریچر بطور تحفہ دیا گیا۔ اسی طرح ایک روز حریت کانفرنس کشمیر کے لیڈر مکرم گیلانی صاحب ہمارے بک اسٹال کے قریب سے گزرے تو ان کو جماعت کا تعارف کرایا گیا نیز ایک انگریزی کتاب Rushdie, haunted by his unholy ghosts, تحفۃً دی گئی۔

اسی طرح کچھ رپورٹرس بھی ہمارے اسٹال میں جماعت احمدیہ اور کتب کے متعلق انٹرویوز کے لئے آئے جن میں IBN7 کا نیوز رپورٹر قابل ذکر ہے موصوف جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ قرآن مجید کے 72 زبانوں میں تراجم کے بارے سوال کیا کہ اس کا کیا مقصد ہے؟ اس سوال کے جواب میں انٹرویو ریکارڈ کرایا گیا اور نیوز رپورٹر کی طرف سے اسکا جواب ریکارڈ کیا گیا

ایک اور اخبار The Hindu کا نمائندہ بھی ہمارے اسٹال پر آیا اور اسلام احمدیت کے بارے میں جانکاری حاصل کی۔ جب ان کو بتایا گیا کہ جماعت احمدیہ jihad with pen کی قائل ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اسی جہاد کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ تو وہ بہت متاثر ہوئے اور اس تعلق سے انٹرویو ریکارڈ کیا۔

ایک اُردو روزنامہ انقلاب کا مسلمان نمائندہ جس کا نام خصال مہدی تھا ہمارے اسٹال پر آیا اور جماعت کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ختم نبوت کے بارے میں جماعت کے عقائد کے بارے میں پوچھا۔ اس کے تعلق سے ان کو بتایا گیا اور یہ گذارش کی گئی کہ اگر آپ اس تعلق سے اخبار میں خبر شائع کریں تو وہی تفصیل شائع کریں جو ہم نے آپ کو بتائی۔ توڑ مروڑ کر کچھ اور شائع نہ کریں۔ لیکن اس رپورٹر نے اس تعلق سے اپنے اخبار میں کوئی خبر شائع نہیں کی۔ کچھ اسٹال والے غیر مسلم احباب کو قُرآن مجید کے تراجم فری دے رہے تھے جس کا عوام پر بہت اچھا اثر پڑ رہا تھا۔ لہذا ایسے احباب کو جو قُرآن مجید کو پڑھنے کا شوق ظاہر کریں یا غریب ہوں قُرآن مجید کے نسخے اور کچھ کتب فری دی گئیں۔

آڈیو ویڈ سیکشن

اس شعبہ کے تحت بک اسٹال میں دہلی جماعت کا پلازمہ لگایا گیا تھا، جس سے بک اسٹال کی خوبصورتی بڑھی اور attraction کا موجب بنا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی محفل سوال و جواب کی سی ڈیز اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یورپین اسمبلیز اور بعض کانفرنس میں دیئے ہوئے peace کے متعلق خطابات، نعتوں اور نظموں کو play کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کے خطابات اللہ تعالیٰ کے فضل سے دلچسپی کا مرکز بنے رہے بعض اوقات تو سکرین کے سامنے دیکھنے والوں کا رش لگ جایا کرتا تھا اور جگہ کی تنگی کا احساس بھی ہوتا تھا۔ اسی طرح نعتوں اور نظموں کو بھی بہت پسند کیا گیا۔

علاوہ ازیں MTA کی دو ممبران پر مشتمل ایک ٹیم بھی ہمارے اسٹال میں ہمہ وقت موجود رہتی تھی جس کے ذریعہ اسٹال پر آنے والے کئی افراد کے انٹرویو ریکارڈ کروائے گئے۔ اسی طرح بعض خاص موقعوں کی بھی ریکارڈنگ کی گئی۔ الغرض اللہ تعالی کے فضل سے ہر لحاظ سے بک فیئر کامیاب رہا بک فیئر کے بعد Tollfree No پر calls میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ احباب بذریعہ فون اور ذاتی ملاقاتوں کے ذریعہ بھی رابطہ کر رہے ہیں اور دہلی مشن میں بھی معلومات کی غرض سے آرہے ہیں۔

آخر میں دعا ھیکہ مولیٰ کریم اس بک فیئر کے نیک نتائج ظاہر فرمائے اور سعید روحوں کو سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تمام ان رضا کاران جنہوں نے اس بک فیئر کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں کسی بھی قسم کا تعاون دیا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (ناظر دعوت الی اللہ بھارت)

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

موگا: ۲۷ اپریل اور ۱۱ مئی کو موگا کے مہروں اور صافو والا میں جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن مجید اور نعت کے بعد سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان جلسوں کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ (غلام احمد مبارک۔ داؤد احمد ڈار معلم سلسلہ موگا)

کانپور: ۱۵ اپریل ۲۰۱۲ کو محترمہ شاہدہ پروین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منعقد کیا گیا۔ جلسے کا آغاز محترمہ مریم بیگم صاحبہ کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ محترمہ شگفتہ ناز صاحب نے عہد نامہ دہرایا۔ محترمہ شبینہ صابر صاحبہ اور محترمہ روزی ناہید صاحبہ نے نظمیں پڑھیں اور محترمہ شاہدہ پروین صاحبہ، محترمہ عافیہ رئیس صاحبہ، محترمہ شگفتہ ناز صاحبہ نے تقاریر کیں۔ دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (شائقہ پروین سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کانپور)

کانپور: ۱۵ اپریل ۲۰۱۲ کو ناصرات الاحمدیہ کا جلسہ سیرت النبیؐ زیر صدارت محترمہ شاہدہ پروین صاحبہ منعقد ہوا تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد بچوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت پر مضامین پڑھے۔ محترمہ صدر صاحبہ کے خطاب اور دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (نورافشاں سیکرٹری ناصرات کانپور)

ہیلتھ میلہ میں خدام الاحمدیہ کی مساعی

بھاگلپور: بتاریخ ۲۹-۳۰ اپریل ۲۰۱۲ مجلس خدام الاحمدیہ کی جانب سے منعقدہ پیس سیمپوزیم سے متاثر ہوکر جناب اشونی کمار چوبے صاحب ہیلتھ منسٹر آف بہار نے ہیلتھ میلا بہار کے موقع پر بتاریخ ۲۹-۳۰ اپریل خدام سے خدمت خلق کی اپیل کی اللہ کے فضل سے بھاگلپور زون کے خدام نے مختلف جگہوں پر احمدیہ مسلم جماعت کے بینر تلے ہیلتھ میلا کو مشتہر کیا۔ خدام نے باضابطہ خدام الاحمدیہ کا ہیلپ اسٹال لگا کر مریضوں کی جانچ و دوائی دلوانے میں کافی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان مساعی کو قبول فرمائے۔

(مبین اختر زونل قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھاگلپور۔ بہار)

کاواشیری کیرلہ کی ڈائری

۱۱ مارچ کو مکرم ابوبکر صاحب زعیم انصاراللہ کاواشیری کی قیادت میں منارگھاٹ میں تربیتی جلسہ ہوا۔

جلسہ یوم مسیح موعودؑ بتاریخ ۲۳ مارچ زیر صدارت مکرم ایچ سلیمان صاحب صدر جماعت کاواشیری منعقد ہوا۔ بتاریخ ۲۵ مارچ انصار اور خدام کی طرف سے گاؤں آرہ پورہ میں ۵۵ گھرانوں میں فولڈر تقسیم کئے گئے۔

موصیان برائے فارم اصل آمد متوجہ ہوں

ہندوستان کی جملہ جماعتوں کے موصیان کے فارم اصل آمد و حصہ آمد و جائیداد کی ادائیگیوں کی تفصیل دفتر بہشتی مقبرہ کی طرف سے بذریعہ ڈاک جملہ امراء وصدر صاحبان کو بغرض تکمیل بھجوائے جا رہے ہیں۔

جملہ امراء وصدر صاحبان وسیکرٹریان مال و وصایا سے گذارش ہے کہ وہ فارم اصل آمد موصول ہوتے ہی متعلقہ موصیان تک پہنچانے کا انتظام کریں نیز فارم اصل آمد کی تکمیل میں ان کی رہنمائی بھی کریں اور بعد تکمیل فارم دفتر بہشتی مقبرہ کو بلا تاخیر واپس بھجوانے کا بھی انتظام کریں۔ تا کہ دفتر کو فارم موصول ہوتے ہی اس کے مطابق متعلقہ موصیان کے کھاتوں میں مطلوبہ بجٹ کا اندراج کیا جا سکے۔

۲۔ یہ امر ذہن نشین رہے کہ دفتر بہشتی مقبرہ ہر موصی کے حصہ آمد و جائداد کی جملہ رقوم کا ان کے کھاتوں میں محاسب صدر انجمن احمدیہ کے کوپن نمبر و رسید خزانہ کے حوالے سے اندراج کرتا ہے نہ کہ لوکل جماعت کے سیکرٹریان مال کی کاٹی ہوئی رسیدات کے مطابق۔

۳۔ اگر فارم اصل آمد و حصہ آمد و جائیداد کی رقوم کے اندراج میں دفتر کی طرف سے ارسال کردہ تفصیل میں کوئی فرق ہے یا کسی رقم کا اندراج نہیں ہوا تو سیکرٹری مال سے ملکران سے محاسب کا کوپن نمبر لیکر دفتر کو مطلع کریں تا کہ ریکارڈ دیکھ کر اس کے مطابق متعلقہ کارکن موصی کے کھاتوں میں اس کا اندراج کیا جا سکے۔

بعض افراد سیکرٹری مال کی کاٹی ہوئی رسیدات ارسال کرتے ہیں اور حساب فہمی چاہتے ہیں جو درست نہیں ہے۔

موصیان مذکورہ بالا امور کا خیال رکھیں۔ جزاکم اللہ۔

نوٹ: فارم اصل آمد کے ساتھ حصہ آمد و جائیداد کی ادائیگیوں کی جو تفصیل منسلک ہے وہ ہر موصی اپنے پاس بطور ریکارڈ محفوظ رکھیں صرف فارم اصل آمد بعد تکمیل واپس بھجوا دیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

دُعائے مغفرت

خاکسار کے بہنوئی مکرم غلام حیدر خان صاحب ولد مکرم غلام حسین خان صاحب مرحوم ساکن چنچل گوڑہ چھاؤنی نادی علی بیگ بعمر 73 سال مورخہ 2 جون 2012ء وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ایک عرصہ سے علیل تھے آپ نے اپنے پیچھے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب کرام سے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ (مرزا حسن احمد بیگ۔ حمایت نگر۔ حیدرآباد)

درخوست دُعا

عزیزہ نسرین بیگم بنت ظہور احمد صاحب بوجہ امراض پیٹ میں مبتلا رہنے کی وجہ سے آپریشن کیا گیا تھا۔ موصوفہ کی کامل شفایابی کیلئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اسی طرح عزیزہ ڈاکٹر مبین بیگم صاحبہ طالب علم M.B.B.S ملک چین کی اعلیٰ تعلیمی کامیابی کیلئے اور موزوں رشتہ کیلئے احباب کرام سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 400 روپے۔ (نصیر احمد خادم۔ نمائندہ بدر علاقہ محبوب نگر۔ حیدرآباد)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا Live خطبہ جمعہ ہندوستانی وقت کے مطابق 5.30 بجے شام شروع ہوتا ہے۔ تمام زونل امراء، مبلغین و معلمین کرام حضور انور کے Live خطبہ جمعہ کو احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو سنانے کا باقاعدگی سے اہتمام کریں۔

(نظارت اصلاح و ارشاد قادیان)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگولین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

ایم ٹی اے پر نشر ہونے والے مستقل پروگرام

ہندوستانی وقت کے مطابق

جمعه	لقاء مع العرب	**10.25**
	یسرنا القرآن	12:00 PM, 6:00 PM,11:00AM, 6:30AM
	Beacon of Truth	1:00 PM
	فقہی مسائل	5:00 Pm, 2 :00 AM
	خطبہ جمعہ	**5:30 PM Live,** 8:30 PM, 2:30 AM
	ترجمۃ القرآن کلاس	8:30
هفته	Faith Matters	1:00 PM
	خطبہ جمعہ	8:00 AM, 4:25 PM, 4:20 AM
	راہ ھدیٰ Live	**9:00 AM, 9:30 PM, 2:30 AM**
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	الترتیل	**12:00 PM, 6:00 PM,11:00 PM, 6:30 AM**
	جماعتی خبریں	**1:30 PM, 2:00 AM**
	Story Time	**2:00 PM, 5:40 PM, 4:00 AM**
	مجلس عرفان	**2:30 PM**
	انتخاب سخن	**6:30 PM**
اتوار	مجلس عرفان (انگریزی)	**4:30 AM**
	خطبہ جمعہ	8:40 AM, 6:30 PM, 4:25 AM
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	یسرنا القرآن کلاس	12:00 PM,6:00 PM,11:00 AM,6:30 PM
	وقف نو کلاس	**12:30 PM, 8:30PM, 11:50 PM**
	Real Talk	**1:00 AM**
	Faith Matters	**1:30 PM**
	خطبہ جمعہ (ملیالم)	**8:00 PM**
	Story Time	
سوموار	وقف نو کلاس	**6:50 AM**
	Real Talk	9:30 AM
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	الترتیل	12:00 PM,6:00 PM,11:00 AM,6:30 AM
	جماعتی خبریں	1:30 PM
	فرنچ ملاقات	**2:30 PM**
	خطبہ جمعہ	8:30 PM
	راہ ھدیٰ	9:30 PM, 2:00 AM
منگل وار	لقاء مع العرب	10:25 AM
	یسرنا القرآن کلاس	12:00PM, 6:00PM, 11:00AM, 6:30 PM
	مجلس عرفان انگریزی	2:30 PM, 4:30 AM
	Real Talk	6:30 PM
بدھ	انتخاب سخن	4:30 AM
	لقاء مع العرب	10:25 AM
	الترتیل	12:00 PM, 6:00 PM, 11:00 AM, 6l30 AM
	Real Talk	1:30 PM, 1:00 AM
	مجلس عرفان اردو	**2:30 PM**
	فقہی مسائل	**8:30 PM, 5:00 AM**
	Faith Matters	9:30 PM
جمعرات	فقہی مسائل	8:00 AM
	Faith Matter	9:30 AM, 1:00 AM
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	Beacon of Truth	**1:30 PM, 6:30 PM, 4:30 AM**
	ترجمۃ القرآن کلاس	**2:30 PM, 10:30 AM, 2:30 AM**
	انتخاب سخن	9:30

احمدیہ مسلم جماعت جرمنی کے سالانہ جلسہ کا شاندار افتتاح

حقیقی نیکی خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی مخلوق سے ہمدردی کرنے میں ہے ایک انسان حقیقی مسلمان اس وقت بنتا ہے جب حقوق العباد کے ساتھ حقوق اللہ کی ادائیگی کر رہا ہو۔ اگر ہمدردی سے کام کریں گے تو خدا تعالیٰ کے حضور مقبول ہوں گے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم جون 2012 بمقام جرمنی

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ الحمد للہ جماعت جرمنی نے جلسہ کے انتظاموں میں بہتری پیدا کرنیکی کوشش کی ہے۔ آج پتہ لگے گا کہ آواز میں کتنی بہتری پیدا ہوئی ہے۔ گذشتہ سال چونکہ اس ہال میں پہلا جلسہ سالانہ تھا اور کمیاں جونئی جگہ پر ہوتی ہیں ہوئیں اس پر انگلی نہیں اٹھائی جاسکتی ہاں ایک صورت پر کہ وہ اپنی اصلاح کی کوشش نہ کرتے۔ لیکن انتظامیہ نے اپنی اصلاح کی کوشش کی ہے اور اسی طرح اخراجات میں کمی کی کوشش کی ہے، لیکن ابھی بھی اصلاح اور بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ جس پر انتظامیہ کو نظر رکھنی چاہیئے کیونکہ ترقی کرنے والی قومیں تجربات سے فائدہ اٹھاتی ہیں اور آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہیں اور ہر اچھی چیز اپنانے کی کوشش کرتی ہیں اور یہی بات ہمیں ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے بیان کی ہے کہ ہر اچھی اور حکمت کی بات مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہے۔ یہ جہاں سے بھی ملے اسے لے لو۔ اس میں روحانی اور مادی ترقی کا راز مضمر ہے۔ گذشتہ سال جب میں جرمنی آیا تو جرمنی کے بڑے میئر کے سامنے یہ حدیث پیش کی تھی انہوں نے بتایا کہ اگر یہ آپ کی تعلیم اور عمل ہے تو بہت جلد آپ دنیا کو جیت لوگے۔ پس اگر ہم ترقی کرنے والی قوم ہیں توہمیں اس بات پر عمل کرنا ہوگا صرف دنیاوی نقطہ نظر سے ہی نہیں بلکہ ہم تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے ہیں جو اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے سب سے بڑے عاشق صادق ہیں۔ اسی طرح انتظامیہ اگر تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کرے گی تو ہم اس جلسہ کی برکات سے پہلے سے بڑھ کر فائدہ اٹھانے والے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جلسہ کے مقاصد بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں عبادتوں کی بلندی، تقویٰ اور دوسری باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں خاص طور پر بندوں کے حقوق اور ہمدردی خلق کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ دراصل حقیقی رنگ میں انسان کے دل میں ہمدردی خلق کا جذبہ پیدا ہو جائے تو حقوق العباد کی ادائیگی خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرف ایک احمدی کو خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جب جلسہ کا اشتہار دیا تو جہاں خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی وہاں نرم دلی بھائی چارہ آپسی محبت کی طرف بھی خصوصی توجہ دلائی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ صرف اللہ اور اس کے رسول سے محبت کا اظہار تقویٰ نہیں ہے۔ صرف حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء سے اطاعت کا اظہار تقویٰ نہیں ہے بلکہ تقویٰ تبھی کامل ہوتا ہے جب ماں باپ کے حقوق ادا ہو رہے ہوں، میاں بیوی کے حقوق ادا ہو رہے ہوں، جب دوستوں کے حقوق ادا ہو رہے ہوں جب بھائی بہنوں، افراد جماعت کے حقوق ادا ہو رہے ہوں یہاں تک کہ دشمنوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں اور یہ سب تعلیم قرآن مجید میں موجود ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم یہاں روحانی ترقی کے لئے جمع ہوئے ہیں پس جہاں شامل ہونے والے روحانی ترقی کی طرف کوشش کریں وہاں آپس کی محبت تعلق، ہمدردی کا بھی جائزہ لیں۔ ورنہ اس جگہ تو آپ آگئے جہاں لوگوں کا اکٹھ ہے جہاں ہم مزاج لوگ جمع ہیں لیکن جو مقصد ہے اسے حاصل کرنے والے نہیں بن سکتے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقوق العباد اور اپنے بھائیوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعض احباب کے رویہ کی وجہ سے جلسہ کو ملتوی فرمایا تو اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہوکر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ایسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کرسکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں'' اسی طرح فرمایا

''یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔ نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے۔''

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن صفحہ 395)

حضور انور نے فرمایا کہ پس دیکھیں کہ افراد جماعت کی ہمدردی اور محبت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کس قدر دکھ، تکلیف اور رنج کا اظہار فرماتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وسائل اور چیزوں کی کمی نے جلسہ ملتوی کروا دیا۔ حالانکہ اصل وجہ تکبر تھی۔ پس جلسہ کا ملتوی ہونا اس غرض سے تھا کہ ہمدردی میں کمی تھی نہ کہ وسائل میں۔ ہر احمدی کو جب وہ دوسرے کے حقوق ادا نہیں کر رہا ہوتا حضرت مسیح موعودؑ کے اس فقرہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔

''میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ کیسی جماعت ہے''

حضور انور نے فرمایا پس نہ نماز پڑھنے میں خوشی ہونی چاہیئے نہ جماعتی عہدوں پر خوش ہونا چاہیئے جب تک کہ عاجزی اور انکساری اور بھائیوں سے ہمدردی آپس میں نہ ہو اور جبتک حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کے رنگ اس میں موجزن نہ ہوں تب تک حقیقی تقویٰ اس میں پیدا نہیں ہوسکتا اور حقیقی تقویٰ انسان میں عاجزی اور انکساری پیدا کرتا ہے اور یہی چیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں پیدا کرنے آئے تھے۔ دوسروں سے ہمدردی کا تقاضہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت میں اس رنگ میں پیدا کیا کہ بیعت کی چوتھی شرط یہ بیان فرمائی:۔

''یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہت سے لوگ کسی دوسرے کو تکلیف نہیں پہنچاتے لیکن وہ یہ نہ سمجھیں کہ انہوں نے نیکی کے اعلیٰ معیار کو پالیا۔ مومن کا ہر قدم آگے سے آگے بڑھنا چاہیئے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت کی نویں شرط میں بیان فرمایا کہ'' یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔''

حضور انور نے فرمایا کہ پس حقیقی نیکی خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی مخلوق سے ہمدردی کرنے میں ہے۔ ایک انسان حقیقی مسلمان اس وقت بنتا ہے جب حقوق العباد کے ساتھ حقوق اللہ کی ادائیگی کر رہا ہو۔ اگر یہ جذبہ ہر احمدی میں پیدا ہو جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ جماعت میں جھگڑے ہوں۔ جس سے خلیفہ وقت کا بہت سا اہم وقت بچ جائے اور وہ وقت تعمیری کاموں میں لگ جائے۔ خلیفۂ وقت کے پاس جب ایسے معاملات آتے ہیں تو اس نے تو ضرور وہ معاملات دیکھنے ہیں۔ انسانی ہمدردی کے ناطہ سے بھی اور ایک احمدی کی بہتری کی غرض سے بھی۔ بعض دفعہ فریقین جو فیصلہ ماننے کو تیار نہیں ہوتے ان کو سزا بھی دی جاتی ہے لیکن جذبہ ہمدردی ان لوگوں کے لئے دعا کو مجبور کرتا ہے کہ خدایا ان لوگوں کو ہدایت دے یہ دنیاوی معاملات میں پڑ کر دین کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ پس ایک مومن کی نشانی ہے کہ وہ کسی دوسرے کو تکلیف نہیں پہنچاتا اور خلیفہ وقت کو تو سب سے بڑھ کر اس بات کا دھیان رکھنا پڑتا ہے۔ پس خلیفہ وقت کو انصاف کے تقاضے ظاہری حالت کو مدنظر رکھ کر پورے کرنے ہوتے ہیں۔ پھر جو نظام جماعت میں عہدے دار ہیں خلیفہ وقت کی طرف سے مامور ہیں وہ ہمدردی سے کام کریں اگر وہ ہمدردی سے کام کریں گے تو خدا تعالیٰ کے حضور مقبول ہوں گے۔ جب عہدیداروں کے اپنے نمونے ہوں گے تو ہمدردی جماعت میں قائم ہوگی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے اور یہ وہی بات ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی سید القوم خادمھم۔ ہم حدیثیں پڑھ لیتے ہیں لیکن جب تک اس پر عمل نہ ہو کوئی فائدہ نہیں۔ عہدے داروں کو بہر حال اپنا کردار بلند کرنا چاہیئے۔ لوگ باتیں بھی کرتے ہیں تکلیف بھی پہنچاتے ہیں لیکن کبھی ایسے لوگوں کیلئے اپنی ہمدردی کے جذبہ کو فراموش نہ کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات صرف جرمنی کے عہدے داروں کے لئے نہیں ہے بلکہ ساری دنیا کے عہدے دار مخاطب ہیں۔ ہاں جس جگہ خطاب ہو رہا ہے وہ اس کے اولین مخاطب ہوتے ہیں۔ خلیفہ وقت جب کسی جگہ کے لوگوں کو مخاطب کرتا ہے تو صرف وہ ہی مخاطب نہیں ہوتے بلکہ ایم ٹی اے کی بدولت ساری دنیا کے احمدی مخاطب ہوتے ہیں۔ ہاں جس جگہ خطاب ہو رہا ہے وہ اس کے اولین مخاطب ہیں۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں حسد، بغض اور تکبر سے محفوظ رہنے کی نصائح فرمائیں اور فرمایا کہ اگر ہمیں دنیا میں انقلاب کا ذریعہ بننا ہے تو پھر ہمیں اپنی زندگیوں میں بھی ایمانی کیفیت اور انقلاب پیدا کرنا ہوگا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خدا کو راضی کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں حضور انور نے شاملین جلسہ کو نصیحت فرمائی کہ وہ نمازوں کی بروقت ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ کریں اسی طرح سکیورٹی پر بھی خاص نظر رکھیں۔ ❁❁❁

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 21 June 2012 Issue No : 25

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

دورہ ہالینڈ اور جرمنی میں ہونے والے افضال الٰہیہ کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی جماعت کی ترقی کے جو وعدے کئے ہیں وہ ہر احمدی بلکہ مخالفین احمدیت بھی پورے ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں

آج اسلام کا دفاع اور غیروں میں اسلام کی حقیقت کا اظہار صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی کر سکتی ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8 جون 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ خدا تعالیٰ نے آپؑ کی جماعت کی ترقی کے جو وعدے کئے ہیں وہ ہر احمدی بلکہ مخالفین احمدیت بھی پورے ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ آج اللہ کے فضل سے دنیا کے کسی بھی ملک میں چلے جائیں احمدی نظر آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ براہین احمدیہ میں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ خدا کے وعدے سچے ہیں ابھی تو تخم ریزی ہو رہی ہے اگر مخالفت نہ ہوتی تو خدا اعجازی ترقیات بھی نہ دکھاتا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو جماعت کے ساتھ ظاہر ہو رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس تائید و نصرت کے نظارے کو دیکھ کر سعید فطرت لوگ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں جس سے جماعت کے اموال و نفوس میں برکت پیدا ہو رہی ہے اور یہ چیز مخالفین احمدیت کو حسد کی آگ میں مزید بڑھا رہی ہے۔ ہر روز پاکستان سے یہ خبر آ رہی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر کو بگاڑ کر پیش کیا جاتا ہے۔ ان مخالفین کو یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا کام ہے کہ وہ اپنے پیارے کی تائید و نصرت دکھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت اپنے پیارے کیلئے ظاہر ہو گی اور خبیث فطرت لوگوں سے ضرور بدلہ لے گی۔ احمدیوں کو صبر اور دعا سے کام لینا چاہئے۔ وہ اپنے زعم میں جو چاہیں کریں لیکن ہم تو قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لیں گے۔

یہ احمدی کی شان ہے کہ وہ دعا اور صبر سے کام لیتا ہے۔ اپنے اس ہتھیار کو ہر احمدی کو نکھارنے کی ضرورت ہے۔ اس ہتھیار کے علاوہ ہمارا اور کوئی ہتھیار نہیں۔ حضور انور نے جماعت کی ترقیات اور سعید فطرت لوگوں میں ہونے والے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا دار بھی یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ یہ ایسی جماعت ہے جس کے قدم ہر آن ترقی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ جو اسلام کی تعلیم ہم پیش کر رہے ہیں اس کے نتیجہ میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ افراد جماعت ایک معمولی کام کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ ہزار ہاتھوں سے اس کام کو بڑھا دیتا ہے۔ جماعت کی ترقی خدا تعالیٰ کے ذریعہ ہو رہی ہے اور اسی ترقی کے نتیجہ میں دشمن حسد میں جلنے لگتا ہے۔ ہم تو اس حسد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش نازل ہوتے دیکھتے ہیں۔

حضور انور نے اپنے حالیہ دورے ہالینڈ اور جرمنی میں خدا تعالیٰ کے افضال کے تسلسل میں فرمایا کہ امیر صاحب ہالینڈ کا خط آیا کہ حضور آپ کی ڈچ لوگوں کے ساتھ ملاقات رکھی ہے۔ پہلے میں نے منع کر دیا کہ شاید جماعت کے زیادہ لوگوں سے تعلق نہیں۔ مگر بعد میں مجھے خیال آیا کہ یہ علاقہ اسلام دشمنان کا علاقہ ہے اس لئے یہاں میٹنگ ہونی چاہئے۔ اللہ کے فضل سے سو سوا سو سے زائد سرکردہ لوگ شامل ہوئے۔ جن میں میئر، سیاست دان اور نیشنل اخبارات کے نمائندے موجود تھے۔ انکے سامنے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور آنحضرتؐ کا اسوہ حسنہ پیش کیا گیا۔

حضور نے فرمایا کہ جب میں نے اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کی تو ایم پی نے بتایا کہ اسلامی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ پڑھے لکھے اور سیاستدان طبقہ تک پہنچائیں اور اخباروں اور ویب سائیٹ میں شائع کریں۔ اخبارات نے اس فنکشن کے تاثرات بڑے اچھے ڈھنگ سے پیش کئے۔ ایک اخبار نے سُرخی لگائی ''امن لانے والا خلیفہ''۔ جبکہ دوسرے اخبار نے یہ سرخی لگائی ''خلیفہ آئے اور انتہا پسندی کی مذمت کی''۔ اسی طرح ایک اخبار نے لکھا ''رسول کریمؐ کو دہشت گردی اور شدت پسندی کا الزام نہ دیں۔ خلیفہ خامس۔''

غرض اس طرح اسلام کا پیغام اور حضرت مسیح موعودؑ کا مقصد کھلے طور پر پورا ہو گیا۔ پس اس علاقے میں اسلام کی تعلیم پیش کرنے کی توفیق ملی جہاں اسلام دشمنی میں لوگ حد سے زیادہ بڑھے ہیں۔ پس یہ اللہ کا خاص کام ہے ہالینڈ کی جماعت کو اپنے رابطوں کو اور مضبوط کرنا چاہیئے۔ آج اسلام کا دفاع اور غیروں میں اسلام کی حقیقت کا اظہار صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی کر سکتی ہے۔

حضور انور نے جرمنی کے دورہ میں ہونے والے افضال و برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اللہ کے فضل سے ایک مسجد کا افتتاح اور تین مسجدوں کا سنگ بنیاد رکھا گیا ان سنگ بنیاد کی تقریبات میں اس علاقے کے میئر اور پڑھے لکھے طبقہ کو دعوت دی گئی اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو پیش کیا گیا۔

حضور انور نے فرمایا۔ یاد رکھیں ہمارا اصل کام تبلیغ ہے۔ مساجد کی تعمیر کے ساتھ تبلیغ میں وسعت ہو رہی ہے۔ افراد جماعت پر پہلے سے بڑھ کر ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ انہیں اپنے نمونے دکھانے چاہئیں۔ حضور انور نے جرمنی میں ایک تقریب میں اسلام کی ملک سے وفاداری کے موضوع پر خطاب فرمایا اس تقریر کا بہت اچھا اثر ہوا اور لوگوں نے اپنے تاثرات میں یہ کہا کہ اگر یہی اسلام ہے تو ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں۔

جرمنی کے جلسہ میں جرمن یا غیر مسلم مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام ہوتا ہے۔ اس میں بھی 5-6 صد افراد جمع ہوئے۔ ہر سال کافی تعداد میں دیگر ممالک سے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ ایک بلغارین نے سوال کیا کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ خدا کے خوف سے کام کر رہی ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا باقی باتیں ایک طرف افریقہ میں ہم دور دراز کے علاقوں میں بلا تخصیص مذہب و ملت کام کر رہے ہیں ہم نے ان لوگوں سے کچھ لینا نہیں۔ ہاں ایک کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح یہ لوگ خدائے واحد کے ماننے والے بن جائیں۔ اس جواب سے وہ بہت مطمئن ہوئے۔ حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آخر میں جلسہ سالانہ جرمنی میں ہونے والی بعض انتظامی کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی اور اس کی بہتری کے طریقے کی رہنمائی فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جلسہ کی برکات سے دائمی فیوض حاصل کرنے والا بنائے۔ فرمایا ماشاء اللہ تقاریر اچھی تھیں کارکنان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جنہوں نے وقت اور ڈیوٹیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ ایک دوسرے سے ہمدردی اور خدمت کے جذبہ سے سرشار رکھے۔ آمین

❁❁❁

121 واں جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 121 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء (بروز ہفتہ، اتوار اور سوموار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے خود بھی اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور دیگر احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو بھی اس جلسہ میں شامل کرنے کی پرزور تحریک کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے کیلئے دُعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)